وما من غائبة في السماء والارض الا في كتاب مبين سورۃ النمل آیت ۷۵

ترجمہ: اور آسمان و زمین میں کوئی پوشیدہ چیز ایسی نہیں ہے
جو کھلی کتاب (قرآن مجید) میں نہ ہو

چشمۂ ہدایت



از

سید اصغر مہدی نقوی

وَالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۙ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۙ

ترجمہ: اور قسم ہے اُنکی جو (احکام ہدایت کو زمین میں) خوب پھیلانے والے ہیں پھر (حق و باطل میں) خوب فرق کرنیوالے ہیں

(سورۃ المرسلٰت آیت ۳-۴)

چشمۂ ہدائیت

مؤلفہ

سیّد تصور مہدی نقوی

: ناشر :

زیدی بک ایجنسی

مغل حویلی اندرون موچی گیٹ لاہور

قیمت

فہرست

تقاریظ

باسمہٖ سبحانہٗ

رسالہ چشمہ ہدایت جناب سید تصور مہدی صاحب نقوی زادت توفیقاتہ نظر قاصر سے گزرا۔ ماشاءاللہ بہت سادہ اور عام فہم الفاظ میں قرآن و حدیث سے مسئلہ خلافت کو حل فرمایا ہے۔ اور پھر نماز کے اہم امور کو بھی حل کر دیا ہے۔ موصوف کی یہ کد و کاوش لائق صد تحسین و آفرین ہے اور انداز بیان اسقدر دلکش ہے کہ جو اسے پڑھنا شروع کر دے آخر تک پڑھے بغیر قرار نہیں آتا۔ یہ رسالہ مومنین کے لیئے ایمان پر جلا کا کام دیتا ہے اور غیر مومنین اگر اسے پڑھ لیں تو سر تسلیم خم کرنا پڑیگا۔ میری دلی تمنا ہے کہ یہ مقبول عام ہو۔ بلکہ اسے ہر گھر میں میز پر ہونا چاہیئے تاکہ آنے جانے والے ایک نظر اسے دیکھ کر نور بصیرت حاصل کر سکیں۔ میری دعا ہے کہ خداوند عالم موصوف کی یہ خدمت قبول فرمائے انشاءاللہ اس کا ثواب اہل بیت اطہار علیہم السلام کے وسیلہ سے مرحمت ہو گا۔

احقر

(علامہ) مرزا یوسف حسین عفی عنہ

پرنسپل مدرستہ الواعظین لاہور

کتاب چشمہ ہدایت مصنفہ سید تصور مہدی نقوی کو اول تا آخر نظر کی محترم موصوف نے عقیدہ حضرت علی علیہ السلام کے خلیفہ بلا فصل کو نہایت سادہ الفاظ سے عام فہم انداز میں آیات قرآنی سے ثابت کیا اور آخر میں نماز کے جملہ احکام اور ترتیب ترکیب سے مزین کیا ہے کتاب کیا ہے واقعی چشمہ ہدایت ہے۔ جو بھی پڑھے گا چاہے تعصب کی نگاہ سے ہی کیوں نہ ہو سر تسلیم خم کیئے بغیر نہ رہ سکے گا مجھے یقین ہے بھٹکے ہوئے صراط مستقیم پر گامزن ہو جائیں گے۔ یہ بہت بڑی ع[illegible] ہے موصوف کو اجر عظیم ملے گا۔ میری دعا ہے موصوف کی محنت کو مسلمان ع[illegible] کی نگاہ سے دیکھیں زیادہ سے زیادہ خرید کر عام مومنین میں تقسیم کر دیں [illegible] میری خواہش ہے یہ کتاب چشمہ ہدایت مومنین کے ہر گھر میں ہونا ضروری [illegible]

السید محمد عابد عفی عنہ

عالیجناب خطیب آلِ محمدؐ مولوی سید ظل حسنین صاحب قبلہ زیدی سرسوی

زیرِ نظر رسالہ الموسوم بہ "چشمۂ ہدایت" مؤلفہ سیادت انتساب جناب سید تصور مہدی صاحب نقوی لاہور ان مسائل پر مبنی ہے جو ہمیشہ سے سُنّی و شیعہ حضرات میں مابہ النزاع ہیں تحقیق چونکہ ہر انسان کا فطری حق ہے اور مکلف شرعی انسان کے لیئے ضروری ہے کہ دین محض تقلیدی طور پر نہیں بلکہ از روئے علم و آگہی اختیار کرے اسی لیئے اصول دین میں معرفت واجبہ کا حاصل کرنا لازمی ہے پس نگاہِ بصیرت سے حق کو پہچاننے کی سعی کرنی چاہیئے تاکہ صفت اسلام معتبر ہو۔ لیکن ایسا اس صورت میں ممکن ہے کہ جب مابہ النزاع مسائل کے دونوں رخ پیش نظر ہوں جناب تصور مہدی صاحب نے اپنے اس رسالہ میں اسی چیز کو نمایاں کیا ہے اور اپنی بساط علمیہ کے مطابق سنی حضرات کی معتبرہ و موثقہ کتب سے روایات حق کی تائید میں جمع کر دی ہیں نہ کسی پر ایراد ہے اور نہ ہی اعتراض۔ قرآن کی آواز ہے۔ اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا ﴿سورۃ الدھر﴾ اور اس کو راستہ بھی دکھا دیا (اب وہ) خواہ شکر گزار ہو خواہ ناشکرا۔ اگر انسان خالی الذہن ہو کر اس رسالۂ حق نما کا مطالعہ کرے تو بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ ؎

جعفری باش گر خدا خواہی ورنہ در ہر طریق ......

اس رسالہ میں نگارش سلیس اور مطالب واضح ہیں اسی کے مطالعہ سے نزاعی ظلمتیں چھٹ سکتی ہیں اس کی تدوین کا مقصد یہی ہے کہ دنیائے علم و مذہب میں نام و کام باقی رہے ؎

تا ... حیاتِ دو عالم حصول ہو آگر جہاں میں عمر نہ ضائع فضول ہو

یہ ایک ...ش ہے امید ہے کہ مومنین حضرات اسکے مطالعہ سے اپنے آئینہ ایمان پر جلا کریں گے۔

(مولانا) سید ظل حسنین زیدی سرسوی

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ اشرف الانبیاء والمرسلین و آلہ الطیبین الطاھرین المعصومین۔ اما بعد

عام فہم بات ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان کا خدا ایک۔ رسولؐ ایک۔ قرآن ایک اور کعبہ ایک تو پھر یہ فرقہ بندی کیسی؟ حقیقت میں اُمت بنتی ہے جب کبھی نبی یا رسول کا ظہور ہو۔ اور فرقہ بنتا ہے۔ جب کوئی امام پیدا ہو تاکہ امام کے وسیلہ سے نبی اور پھر خدا تک پہنچے۔ مثلاً جب مرزا غلام احمد پیدا ہوا بڑا ہوا تب مرزائی فرقہ وجود میں آیا۔ اس سے قبل کوئی مرزائی نہ تھا۔ جب امام ابوحنیفہ سنہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے تب حنفی فرقہ بنا۔ اس سے قبل کسی تاریخ میں حنفی نظر نہیں آتے۔ اسی طرح جب سنہ ۹۳ھ میں امام مالک پیدا ہوئے تو مالکی بنے اور امام شافعی سنہ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے تو شافعی فرقہ بنا۔

ہر امام کی فقہ الگ الگ ہے جس پر اُس کے ماننے والے عمل کرتے ہیں فرمان نبی کریمؐ ہے کہ میرے بعد ۷۳ فرقے ہونگے جن میں سے ایک ناجی ہوگا۔ جس کی سب کو تلاش ہے اور یہ بات تاریخ سے پوری طرح ثابت ہے کہ اسلام کے دو ہی فر[illegible] سب سے پُرانے ہیں یعنی اہلسنت والجماعت اور شیعیان اہلبیتِ رسولؐ اللہ [illegible] لازم ہوا کہ دو ہی فرقوں میں سے ایک صراطِ مستقیم پر ہے۔ اہلسنت والجما[illegible]ت کے تمام فرقے اصحاب رسول اللہ اور مندرجہ بالا اماموں کا راستہ اختیار [illegible] ہوئے ہیں۔ جبکہ شیعہ آلِ رسول کا دامن تھامے ہوئے ہیں۔ ان دونوں فر[illegible]یادی

اختلاف مسئلہ خلافت ہے کہ بعد از رسولؐ خلیفہ امام برحق کون ہے۔ یعنی خدا و رسولؐ کے فرمان کے مطابق خلافت کس کا حق تھا۔ جب یہ اصولی مسئلہ قرآن و حدیث کی روشنی میں حل ہو جائے گا تو باقی سینکڑوں اعتراضات جو بھی شیعوں کے خلاف ذہن میں آتے ہوں خود بخود حل ہو جائینگے۔

اس سے پیشتر کہ میدان تحقیق میں اتریں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ عہدۂ امامت اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک خاص عہدہ ہے۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے۔ یَوۡمَ نَدۡعُوۡا کُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمۡ "ہر شخص قیامت کے دن اپنے اپنے امام کے ساتھ بلایا جائے گا۔" (سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۱) یعنی ۷۳ فرقوں میں سے ہر فرقہ اپنے امام کے ساتھ نبی کریمؐ تک اور خدا تک پہنچے گا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے پھر اُس وقت کیا حالت ہوگی جب ہم ہر گروہ کو اُس کے گواہ کے ساتھ بلائیں گے اور اے محمدؐ تمکو اُن سب پر گواہ کر کے بلائیں گے (النساء ۴۱) بارہ آئمہ اور آخری زمانہ میں امام مہدی کے بارے میں بھی کافی روایات موجود ہیں۔

ختمی مرتبت فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اور جاہلیت سے مراد کفر و شرک پر مرنا ہے۔

لہٰذا غور و فکر کے بعد آپ کو ابھی فیصلہ کرنا ہوگا کہ بروز قیامت آپ کس امام کے ساتھ محشور ہوں گے۔ اپنی پسند کے امام کا انتخاب دنیا میں ہی کرنا ہے کیونکہ دُنیا منزل عمل ہے۔ اور [illegible] قیامت روز جزا و سزا ہے۔ دنیا کے بنائے ہوئے امام کا دامن تھامنے کا نقشہ قرآن مجید میں موجود ہے اور ارشاد باری تعالےٰ ہے ــــ اِذۡ تَبَرَّاَ الَّذِیۡنَ ...... (سورہ البقرہ آیت ۶۶-۶۷) ترجمہ:- وہ وقت یاد کرو جب جن لوگوں کی دنیا میں اتباع کی گئی ہوگی وہ ان سے بیزاری کریں گے۔ جنہوں نے اتباع [illegible] کی۔ وہ عذاب کو دیکھ لیں گے اور ان کے کل تعلقات قطع ہو جائینگے اور جنہوں [illegible] پیروی کی وہ کہیں گے کاش کہ ہمیں دنیا میں لوٹ جانا ملے تو ہم بھی

ان سے اسی طرح تبرا کریں جیسے انہوں نے ہم سے بیزاری کی اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کے اعمال ان کو دکھائے گا۔ جو سراپا حسرت ہونگے اور وہ جہنم سے نہ نکلنے والے ہونگے۔

ضروری گذارش

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو انجام دینے کے لئے اس کتاب کو ترتیب دیا گیا ہے تاکہ لوگ صحیح فیصلہ کر سکیں۔ کوئی سیاسی یا دنیاوی مقصد اس سے وابستہ نہیں۔ مسلمانوں میں مسئلہ خلافت بنیادی اور اختلافی ہے اس لئے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ اور معاویہ کے بارے میں مجبوراً کچھ تحریر کرنا پڑا تاکہ مسئلہ پوری طرح واضح ہو سکے۔ جو غیر شیعہ مسلمان بھائی اس کتاب کو پڑھیں وہ اصل کتب اہلسنت میں ان حوالہ جات کو ضرور ملاحظہ فرمالیں۔ جن میں کچھ علامہ شبلی نعمانی صاحب نے اپنی کتاب "الفاروق" میں بھی درج کر کے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

۲۔ قارئین سے گزارش ہے کہ اس کتاب کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد دوستوں کو بھی اس کے مطالعہ کی ترغیب دیں تاکہ وہ بھی اس پر عمل کر کے اُخروی زندگی کو خوشگوار بنا سکیں۔

۳۔ اگر مخیر حضرات بغرض تبلیغ بلا قیمت تقسیم کرنا چاہئیں تو اصل لاگت پر کتابیں حاصل کر سکتے ہیں۔

میری عاجزانہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں میں محبت [illegible] رکھے اور پاکستان ترقی کرتا رہے۔ آمین والسلام

مؤلف

اصولِ دین

یعنی دینِ اسلام کی جڑیں پانچ ہیں۔

توحید، عدل، نبوت، امامت، قیامت۔

توحید

اللہ تعالےٰ واحد و یکتا ہے۔ اس کا نہ کوئی ہمسر ہے نہ نظیر، نہ شریک نہ معین اور نہ مددگار ہے۔ وہ سارے جہان کا خالق اور کارساز ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ ہر چیز کو جانتا ہے۔ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور ہر چیز اس کے ارادے سے پیدا ہوتی ہے۔ جس چیز میں چاہے بولنے کی طاقت پیدا کر دے وہ کسی جگہ محدود نہیں۔ وہ دنیا و آخرت میں نظر نہیں آسکتا۔ اُس کی صفات اُس کی ذات سے الگ نہیں بلکہ عین ذات ہیں

عدل

اللہ تعالےٰ ہمیشہ عدل و انصاف کرتا ہے اور ہمیں عدل و انصاف کا حکم دیتا ہے۔ اُس نے ہدایت اور گمراہی میں فرق سمجھایا اور ہر شخص کو اس کے اعمال میں خود مختار بنایا ہے۔ قیامت کے دن ہر شخص اپنے اعمال کا جواب دہ ہوگا اور اللہ تعالےٰ عدل و انصاف سے فیصلہ کرے گا۔ ایسا نہیں کہ وہ تقاضائے عدل کو نظر انداز کر کے نیک عمل کرنے والے کو جزا سے محروم کر دے یا بدکردار کو انعام سے نوازے۔ ایسا کرنا منافیِ عدل ہے۔

نبوّت

اللہ تعالےٰ ہمارا خالق اور حاکم ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اُسے پہچانیں اور

اس کی اطاعت کریں مگر اُس تک نہ ہماری رسائی ہے اور نہ بغیر وسیلہ کے اُسکے فرمان ہم تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوق کی رہبری کے واسطے ہر زمانے میں ایسے برگزیدہ بندوں کو اپنے احکام دے کر بھیجا جو علم و عمل کے زیور سے آراستہ تھے اور اپنے دور میں اہل زمانہ سے اشرف، افضل اور ہر صفت میں اکمل تھے۔ جن کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار تک ہے۔ ان میں اول حضرت آدمؑ اور آخری حضرت محمد مصطفےٰؐ ہیں۔ جو اول نوری مخلوق بھی ہیں۔ اور خاتم النبیینؐ بھی خداوند عالم نے انہیں علم و حکمت سے سرفراز فرمایا۔ تمام انبیاء پر فوقیت دی۔ انہیں شرف معراج عطا فرمایا۔ سارے جہانوں کے لئے رحمت قرار دیا۔ ان کے احکام کی پیروی لازم و واجب قرار دی۔

جس نے خالق و مالک ہو کر کبھی انہیں نام لے کر نہیں پکارا بلکہ کبھی مزمل کبھی مدثر کبھی طٰہٰ اور کبھی یٰسین کہہ کر خطاب فرمایا۔ جیسے محبوب کو اس کی صفت سے پکارا جاتا ہے۔ آپ آخری رسولؐ، قرآن آخری کتاب اور اسلام آخری دین ہے، نہ اُنکے بعد کوئی نبی آسکتا ہے نہ کتاب نہ اسلام کے بعد کوئی نیا دین تا قیام قیامت انہیں کا صرف دین اسلام باقی اور برقرار رہنے والا ہے۔

امامت

پروردگار عالم نے زمانے کو کبھی اپنی حجت سے خالی نہیں رکھا۔ ارشاد پیغمبرؐ ہے کہ حجتِ خدا مخلوق سے پہلے۔ مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد بھی قائم رہے گی۔ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک تمام پیغمبر جو خدا کی حجت تھے۔ محدود زمانے کے لئے آئے۔ ہمارے نبیؐ کا دین قیامت تک رہنے والا ہے اس لئے باب نبوت بند ہو جانے کے بعد دین کی حفاظت کے لیے [illegible] طرف سے سلسلہ امامت قائم ہوا۔ چنانچہ اس سلسلہ رشد و ہدایت کی ہر فرد محمدؐ [illegible] کی طرح!

۱۔ تمام کائنات کے لیئے ہادی اور رہنما

۲۔ پیدائش ہی سے شرک و گناہ سے پاک اور معصوم ہیں

۳۔ پوری امت سے برگزیدہ اور افضل ہیں

جانشین رسولؐ کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

حضرت امام علیؑ۔ امام حسنؑ۔ امام حسینؑ۔ امام زین العابدینؑ۔ امام محمد باقرؑ۔ امام جعفر صادقؑ۔ امام موسیٰ کاظمؑ۔ امام علی رضاؑ، امام محمد تقیؑ۔ امام علی نقیؑ۔ امام حسن عسکریؑ امام مہدی آخرالزمانؑ یہ رسولؐ کی رسالت جو منصب الٰہی ہے اُس کے نائب ہیں۔ شاہ اسمٰعیل شہید اپنی کتاب منصب امامت کے صفحہ ۷۰ پر لکھتے ہیں۔ فی الحقیقت امامت عطیہ ربانی ہے نہ کہ اصلاحات انسانی امامت ظل رسالت ہے۔

اہل اسلام کی تقریباً سبھی کتب میں اس قسم کی متعدد حدیثیں موجود ہیں کہ نبی کریمؐ نے فرمایا میرے بعد بارہ خلفاء ہونگے اور آخر زمانہ میں حضرت امام مہدیؑ کا ظہور ہوگا۔ اس قسم کی حدیثیں آئمہ اثنا عشری کے علاوہ اور کسی پر منطبق نہیں ہو سکتیں

امام یا خلیفہ خود اللہ تعالیٰ مقرر فرماتا ہے

خداوند کریم نے کسی نبی کو یہ حق نہیں دیا کہ بذات خود اپنا جانشین مقرر کریں چہ جائیکہ امت کو اختیار دیتا کہ اجماع سے کام لے کر منصب الٰہی پر کسی کو فائز کردے کیونکہ امت خطاکار ہے اور خطاکاروں کا اجماع معصوم نہیں ہو سکتا۔ جانشین رسولؐ اللہ کا معصوم ہونا اس لئے ضروری ہے کہ رسولؐ اللہ خود معصوم ہیں لہٰذا [illegible] پر شیطان مسلط ہو وہ رسالت کے جانشین (امام) نہیں ہو سکتے۔

مندرجہ ذیل آیات سے معلوم ہو جائے گا کہ خلیفہ یا امام خود اللہ تعالیٰ مقرر

فرماتا ہے۔

۱:۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط

(البقرۃ آیت ۲۹)

ترجمہ: (اے رسولؐ) تمہارے رب نے جس وقت کہ فرشتوں سے یہ فرمایا کہ زمین پر خلیفہ (ہمیشہ) میں مقرر کروں گا۔

۲:۔ یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ ..... (سورہ صٓ آیت ۲۶)

ترجمہ: اے داؤد ہم نے تم کو اس زمین پر خلیفہ مقرر کیا۔ اور تم لوگوں میں بالکل ٹھیک فیصلہ کیا کرو۔

۳:۔ وَقَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْہِ ھٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ۔ (سورہ الاعراف آیت ۱۴۲)

ترجمہ: موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ تم میری قوم میں میرے خلیفہ ہو اور اصلاح کرتے رہو اور مفسدوں کی پیروی نہ کرو۔

۴:۔ وَجَعَلْنَا مِنْھُمْ اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا۔ وَکَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ ۝ (سورہ السجدہ آیت ۲۴)

ترجمہ:۔ چونکہ انہوں نے صبر کیا اور ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔ اس لئے ہم نے ان میں سے امام مقرر کئے جو ہمارے حکم کے بموجب ہدایت کرتے تھے۔

۵:۔ وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ ط مَا کَانَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ ط

(القصص آیت ۶۸)

ترجمہ:۔ تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے منتخب کرتا ہے اور لوگوں کو انتخاب کا کوئی اختیار نہیں

۶:- قَالَ اِنِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (البقرہ ۱۲۴)

ترجمہ: خدا نے فرمایا میں تم (ابراہیم) کو لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالےٰ نے فیصلہ کر دیا کہ امام۔ خلیفہ یا پیشوا خود اللہ تعالےٰ مقرر فرماتا ہے۔ بندوں کو انتخاب سے خلیفہ مقرر کرنے کا کوئی اختیار نہیں اور پھر تاکید فرما دی۔

۷:- وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ (المومنون ۳۴)

ترجمہ:- اور اگر کہیں تم اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو گے تو تم ضرور گھاٹے میں رہو گے۔

قرآن مجید کا دعوےٰ

۱:- وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (انعام آیت ۵۹)

ترجمہ:- کوئی خشک و تر ایسی نہیں جس کا ذکر کھلی کتاب (قرآن مجید) میں نہ ہو۔

۲:- كُلٌّ فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (ہود ۶)

ترجمہ: کھلی کتاب میں ہر بات موجود ہے۔

۳:- وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (النمل آیت ۷۵)

ترجمہ: اور آسمان اور زمین میں کوئی پوشیدہ بات ایسی نہیں ہے جو کھلی کتاب (قرآن مجید) میں نہ ہو۔

لہذا اسلام کا بنیادی مسئلہ امامت و خلافت بھی قرآن مجید میں موجود ہونا تسلیم کرنا پڑے گا۔ آیئے تلاش کریں۔

ثبوت نمبر ۱

اہل بیت یعنی آل محمدؐ

مسلمانوں میں بعض ایسے مولوی صاحبان موجود ہیں۔ جو اہلبیت، آلِ محمدؐ کے مفہوم کو غلط رنگ دے کر اپنی تقاریر و تحریر کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کو حقیقت سے دُور لے جانے میں مصروف ہیں۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر کے فریضہ کو انجام دینے کے لئے غرض ہے کہ قرآنی الفاظ کی تشریح کا حق کسے حاصل ہے۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے :۔

وَمَا اَنزَلنَا عَلَیکَ الکِتَابَ .... الخ (سورہ نحل آیت ۶۴)

ترجمہ:۔ اور ہم نے تم پر کتاب صرف اس لئے نازل کی کہ تم ان کے لئے وہ باتیں کھول کر بیان کر دو جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

ثابت ہوا تفسیر قرآن میں فقط آنحضرتؐ ہی کا قول مستند ہے اس کی مثالیں کثرت سے موجود ہیں۔ مثلاً عربی لغت میں صلوٰۃ کے معنی دعا، صوم کے معنی رُکنے زکوٰۃ کے معنی بڑھنے اور حج کے معنی قصد و ارادہ کے ہیں۔

لیکن رسولؐ اللہ نے ان سارے الفاظ کو ان کے عام معانی سے منتقل کر کے مخصوص معنی میں استعمال کیا ہے۔ اب یہ معنی اتنے حقیقی ہو گئے ہیں کہ ان کے علاوہ لغوی معنی کی طرف تصور نہیں جاتا۔ لہٰذا توضیح و تشریح الفاظ کا حق فقط رسولؐ کو ہے۔ اس لئے اب رسولؐ ہی سے پوچھنا چاہیئے کہ اہلبیتؑ جو قرآنی لفظ ہے کے کیا معانی ہیں۔ اگر رسولؐ کے معین کردہ معنی مل جائیں تو وہی حق ہوں گے اور لغت کے معنی نہیں لئے جائیں گے۔

۱:۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا ۵۔ (سورہ احزاب)

ترجمہ:۔ اے اہلبیت خدا چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دُور رکھے اور تم کو ایسا پاک و پاکیزہ رکھے جیسا پاک رکھنے کا حق ہے۔

شانِ نزول حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ سے یہ نقل ہے کہ ختمی مرتبت بی بی ام سلمہؓ کے حجرہ میں سیاہ بالوں والی چادر اوڑھ کر بیٹھے تھے کہ امام حسنؑ، امام حسینؑ اور حضرت علیؑ و فاطمہؑ کو اپنی چادر کے اندر داخل کر کے فرمایا "یا اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں" ان سے ہر قسم کی نجاست کو دور رکھ اُس وقت یہ آیت تطہیر نازل ہوئی۔ بی بی ام سلمہؓ نے عرض کیا "میں بھی اس چادر کے اندر داخل ہو سکتی ہوں" تو آنحضرتؐ نے فرمایا تم اس میں داخل نہیں ہو سکتی مگر تیرا انجام بخیر ہے۔

یہ حدیث "حدیث کساء" کے نام سے مشہور ہے اور متواترات میں سے ہے۔ حضرت عائشہؓ و ام سلمہؓ کے علاوہ سعد، واثلہ عبداللہ بن جعفر اور انس بن مالک سے بھی مروی ہے۔ حوالہ کے لئے دیکھو۔ ترمذی ج ۲ ص ۹۶، مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۴۹ مسلم ص ۱۵۲۵۔ ازالۃ الخلفاء ج ص ۵۰۵۔

غور فرمائیں۔ گھر کے اندر گھر بنا کر یعنی چادر کے اندر بزرگوں (حضرت علیؑ و فاطمہؑ) کو داخل کرنے کا مقصد صرف لفظ اہلبیت کا مفہوم اُمت کو سمجھانا تھا آیت کی ابتداء انما جو کلمہ حصر سے ہوتی ہے کہ اُس وقت ان کے علاوہ کوئی بھی اہلبیت میں شامل نہیں تھا۔ رجس ہر قسم کی گندگی۔ گناہ، ظلم اور جھوٹ کو کہتے ہیں۔ اس سے انکا معصوم ہونا ثابت ہے۔

۲:۔ سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ جس وقت درج ذیل آیت مباہلہ نازل ہوئی۔ فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا

وَ اَنفُسَکُمْ - (سورۃ آلِ عمران آیت ۶۱) - تو رسولُ اللہ نے علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ کو بلایا اور فرمایا اے اللہ یہ میرے اہلبیتؑ ہیں۔ حوالہ کے لئے دیکھو مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۳۲ ترمذی جلد ۲ ص ۱۶۶ صواعقِ محرقہ ص ۵۲۷ ، مسلم ج ۲ ص ۹۹

آنحضرتؐ نے یہ فرما کر واضح کر دیا اور میدان مباہلہ میں لے جا کر لوگوں کو دکھا دیا۔ اب کوئی مانے یا نہ مانے عترت یعنی شریک اصل ہونے کو کہتے ہیں اس آیت میں حسنینؑ بیٹے اور علیؑ نفس رسولؐ کے مصداق ہیں۔ لہٰذا نصِ قرآنِ مجید سے آلِ محمدؐ (عترت رسولؐ) ثابت ہیں۔ ازواج یا اصحاب میں سے اگر کوئی اس قابل ہوتا تو اسے بھی ساتھ لے لیتے۔

۳:- زید بن ارقم کہتے ہیں کہ رسولُ اللہ نے فرمایا میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہے اور اس پر عمل کرتے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے بڑی ہیں یعنی خدا کی کتاب مانند ایک رسی کے جو آسمان سے زمین تک پھیلائی گئی اور دوسری میری عترت جو میرے اہلبیتؑ ہیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جُدا نہیں ہوں گے۔ یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس آجائیں۔ (دیکھو ترمذی جلد ۲ ص ۹۷، مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۲۳۱ صواعق محرقہ، مسلم ص ۱۵۱۳) رسول اللہ نے دو بھاری چیزیں اُمت میں چھوڑیں، قرآن اور اہلبیتؑ۔ ثابت ہوا اہلبیتؑ (آلِ محمدؐ) مخصوص ہستیاں ہیں جن سے متمسک رہنے کا حکم دیا ہے۔

۴:- واعتصمو بحبل اللّٰہ جمیعًا وّلا تفرقوا - مندرجہ بالا حدیث میں رسولُ اللہ نے اُمت کو آلِ محمدؐ سے متمسک رہنے کا حکم دیا اور امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہم (آلِ محمدؐ) وہ رسی ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا تمام لو اور تفرقہ نہ کرو۔ دیکھو صواعق محرقہ ص ۵۱۲ ۔ سَلٰمٌ عَلٰٓی اٰلِ یٰسِیْن (والصّٰفّٰت ۱۳۰) یعنی آلِ یٰسین سے مراد آلِ محمد ہیں۔ درِ منثور ج ۵ ص ۲۸۶

۵:۔ صدقہ چونکہ مال کی میل ہے جس کے نکال دینے سے باقی مال پاک ہوجاتا ہے۔ لہذا صدقہ آلِ محمدؐ (اہلبیتؑ) پر حرام ہے۔ مگر کسی اور پر صدقہ حرام نہیں مسلم شریف ص۱۵۱ میں تحریر ہے کہ اہلبیتؑ میں ازواج رسولؐ بالکل شامل نہیں بلکہ اہلبیتؑ وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔

۶:۔ ۹ھ میں تبلیغ سورہ برائت کے لئے اوّلاً حضرت ابوبکرؓ کو بھیجا گیا تھا۔ لیکن حکم خدا ہوا کہ تم خود جاؤ یا تم میں سے کوئی جائے۔ لہذا حضرت ابوبکرؓ کو معزول کر کے حضرت علیؑ کو بھیجا گیا۔ اگر آلِ رسولؐ میں حضرت ابوبکرؓ شامل ہوتے تو حکم خدا اس طرح نہ آتا۔ (دیکھو ترمذی ج۲ ص۱۵۵، ازالۃ الخفاء ج۲ ص۱۰۵)

۷:۔ آنحضرتؐ نے فرمایا "مثل اہل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا ھالک"

حضورؐ نے فرمایا میرے اہلبیتؑ کشتی نوحؑ کی مانند ہیں جو سوار ہوگیا نجات پاگیا جو رہ گیا ہلاک ہوگیا۔ مشکوۃ ج۳ ص۲۵۵، منصب امامت ص۶۲

اہلبیتؑ کو کشتی نوحؑ سے تشبیہ دے کر اُمّت کو سمجھا دیا کہ اہلبیتؑ اور ہیں اور سوار ہونے والے اور ہیں۔ پھر خبردار کر دیا کہ کہیں ان کا دامن چھوڑ کر غرق نہ ہوجانا۔ جس طرح کشتی پر بیٹھ کر انسان کنارے پہنچ جاتا ہے اُس طرح اُن کی محبت وتمسک ضامن جنت ہے۔

۸:۔ بہر کیف آل کے معنی قرآن سے بھی دیکھتے ہیں۔ ارشاد باری تعالٰے ہے

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۙ ذُرِّیَّۃًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۚ (آل عمران ع ۳۳)۔

• ترجمہ:۔ بیشک خدا نے آدم اور نوحؑ اور آل ابراہیمؑ اور آل عمران کو سارے جہان سے برگزیدہ کیا۔ یہ ذرّیت ہیں بعض کے بعض یہاں آل کے معنی خداوند عالم نے ذرّیت

(اولاد) کہہ فرما دیا۔ لہٰذا آل رسولؐ سے مراد اُمت یا پیروکار سمجھنا غلط ہے شیعوں کے بارہ آئمہ آلِ عمران (والدِ ماجد حضرت علیؑ) ہی سے ہیں جو آلِ محمدؐ اور آلِ ابراہیمؑ سے بھی ہیں اور ومن ذریتی کا جواب ہیں۔

۹:۔ مما ترک آل موسیٰ وآل ھارون (سورہ بقرہ)

ترجمہ:۔ جو حضرت موسیٰؑ کی اولاد اور حضرت ہارونؑ کی اولاد نے چھوڑا ہے۔ اگر آل سے مراد تابعین یا اُمت ہوتے تو آل کا لفظ دہرایا نہ جاتا۔ کیونکہ تابعین دونوں بزرگوں کے ایک ہی تھے لیکن اولاد مختلف تھی اس لئے ہر ایک کے لئے آل کا لفظ علیحدہ علیحدہ لایا گیا ہے۔

۱۰:۔ اہل سنت حضرات کی کُتب صحاح ستہ میں خصوصاً مناقب اہل بیت النبیؐ کا باب مستقل طور پر علیحدہ قائم کیا گیا ہے۔ جس میں حضرت علیؑ۔ جناب فاطمہ سلمہؑ اور حسنینؑ کا ذکر ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ائمہ اہلسنّت کے نزدیک بھی امتِ رسولؐ۔ آل رسولؐ (اہلبیت) میں شامل نہیں ہے۔

۱۱:۔ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ (سورہ احزاب آیت ۵۶)

ترجمہ: بہ تحقیق اللہ اور اُس کے فرشتے محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجتے ہیں تو اے ایمان لانے والو تم بھی درود بھیجتے رہو، اور برابر تسلیم کرتے رہو۔

یہاں اُمت کو آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے کا حکم ہے اور یہ ایسی عبادت ہے کہ جس میں امت کے ساتھ فرشتے بھی شریک ہیں۔

۱۲:۔ ثابت ہوا طہارت، صداقت، تبلیغ رسالت۔ سلام و صلوٰۃ، نماز اور محبت میں رسولِ خداؐ کے ساتھ اہلبیتؑ بھی شریک ہیں۔ نماز تمام عبادات سے افضل عبادت اور نماز میں درود شریف پڑھتے ہوئے اگر آل محمدؐ سے امت محمدؐ کی نیت ہو تو عمر بھر

کی عبادات بے کار کیونکہ "انما الاعمال بالنیات" لہذا نیت (عقیدہ) کی درستگی کے بعد اعمال قابل قبول ہونگے۔ امام شافعی فرماتے ہیں۔

ترجمہ :- (۱) اہلبیتؑ کی عظمت کے لئے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ جو آپ پر صلوٰۃ نہ پڑھے اُس کی نماز نہیں ہوتی۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہلبیتؑ نماز سے افضل ہیں۔

(۲) اے اہلبیتؑ آپ کی محبت اللہ تعالےٰ کی طرف سے فرض نازل ہوئی ہے۔

(۳) اگر آلِ محمدؐ سے محبت کرنے کا نام رفض ہے تو جن و انس گواہ رہنا میں رافضی ہوں۔ (صواعق محرقہ)

جب آل رسولؐ میں صحابہ اور امام شافعی شامل نہیں تو آج کا مسلمان کیسے شامل ہو سکتا ہے۔

۱۳:- درود شریف۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ہ

غور فرمائیں کہ آل ابراہیمؑ سے حضرت ابراہیمؑ کی امت مراد ہے یا آپ کی آل۔ حضرت ابراہیمؑ کی قوم میں سے تو کوئی شخص بھی ایمان نہیں لایا تھا وہ سب کے سب بُت پرست تھے۔ ورنہ کسی ایک کا نام بتایئے۔ پس جب حضرت ابراہیمؑ کی آل سے مراد آپ کی اولاد ہے اور اسی طرح رحمت و برکت کی دعا آل رسولؐ کے لئے کی جاتی ہے تو آلِ رسولؐ سے اولاد رسولؐ مراد ہے نہ کہ اُمّتِ رسولؐ۔ اور ثبوت نمبر۲ میں آیت مباہلہ کے ذریعے آل رسولؐ کی وضاحت موجود ہے۔

۱۴:- قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ط ...الخ (سورۃ الشوریٰ آیت ۲۳)

ترجمہ:- (اے رسولؐ) کہہ دو میں مانگتا نہیں تم سے اس تبلیغ رسالت پر اُجرت

(مزدوری) مگر محبت رکھو میرے قرابت داروں سے اور جو اس بارے میں کوئی نیکی بھی کرے اُس کی خاطر سے ہم (اس کی) نیکی کو بہت بڑھا دیں گے۔ اللہ بڑا بخشنے والا اور قدر دان ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں احمد۔ طبرانی۔ ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس سے بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے دریافت کیا یا رسولؐ اللہ آپ کے وہ کون سے قرابتدار ہیں جن سے محبت کرنا ہم پر واجب ہے۔ فرمایا علیؑ فاطمہؑ اور ان کے دونوں بیٹے امام حسنؑ و حسینؑ پھر فرمایا جو شخص میرے اہلبیتؑ پر ظلم کرے اور مجھے عترت کے بارے میں اذیت دے اُس پر بہشت حرام ہے۔ (دیکھو صواعق محرقہ ص۵۲۹) احیاءُ المیت ص۳۶

اور یہ بھی فرمایا کہ محبت اہل بیتؑ ایسی چیز ہے کہ اس پر رہ کر مرنے والا بھی شہید ہے۔ کیونکہ محبت اہلبیتؑ راہ حق ہے دیکھئے حدیث " مَن مات علیٰ حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مات شہیداً "۔ (صواعق محرقہ) اور شہید سیدھے جنت میں جائیں گے۔

چونکہ ۷۳ فرقوں میں سے صرف شیعیان حیدر کرار اہلبیتؑ سے محبت جزو ایمان سمجھ کر کرتے ہیں۔ جس کا اقرار و اظہار کلمہ طیبہ میں "علیٌّ ولیُّ اللہ" سے کرتے ہیں۔ جو خاص شیعیت کی علامت ہے اسی لئے پیغمبرؐ اسلام نے بھی شیعوں کو جنت کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔ اے علیؑ تو اور تیرے شیعہ جنتی ہیں۔ حوالہ کے لئے دیکھو علامہ جلال الدین سیوطی کی در منثور ج ۶ ص ۳۷۹۔ صواعق محرقہ۔

بےشک یہی تو پانچ ہیں مقصودِ کائنات
خیر النساءؑ، حسینؑ و حسنؑ، مصطفےٰ علیؑ

اہلسنت والجماعت: آل محمدؐ و حضرت علی علیہ السلام کی محبت کے دعویدار ہیں۔ لیکن اگر وہ ان کی محبت کو جزو ایمان تسلیم کریں۔ تو حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت متاثر ہوتی ہے۔ کیونکہ حضرت ابوبکرؓ کی محبت نص قرآن سے ثابت نہیں۔

لہٰذا مرنے سے پہلے محمدؐ و آل محمدؐ (اہلبیتؑ) کی محبت کو جزو ایمان تسلیم کرتے ہوئے شیعان علی علیہ السلام کی صف میں شامل ہو کر اُخروی زندگی کو کامیاب بنائیں۔

مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي كَمَثَلِ سَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَى وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ وَزَلَّ



ثبوت ۲

دعوتِ ذو العشیرہ

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ - (سورۃ الشعراء آیت ۲۱۴)

اے رسول تم اپنے قرابداروں کو عذاب سے ڈراؤ۔ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو سامان ضیافت تیار کرنے کا حکم دیا۔ اور جملہ قرابداروں کو دعوت میں مدعو کیا۔ جب سب لوگ کھانا کھا چکے تو انہیں دعوتِ اسلام دیتے ہوئے فرمایا "میں تمہارے لئے دین و دنیا کی بہتری اور نیکی لایا ہوں۔ مجھے خدائے تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تمہیں اس امر کی طرف بلاؤں۔ پھر فرمایا فَاَیُّکُمْ یُوازرنی علیٰ ھٰذا الامر علیٰ ان یکون اَخی و وصی و خلیفتی فیکم۔" یعنی تم میں سے کون ہے ایسا کہ جو اس امر تبلیغ میں میرا بوجھ بٹائے۔ ساتھ دے اور مدد کرے تاکہ وہ میرا بھائی۔ میرا وصی اور تم میں میرا خلیفہ ہو۔ جواب میں صرف حضرت علیؑ نے کھڑے ہو کر فرمایا "میں ساتھ دونگا اے خدا کے نبی" آپ نے تین بار دعوت دی۔ مگر سوائے حضرت علیؑ کے کسی نے لبیک نہ کی تب رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ کی پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمایا!

اِنَّ ھٰذا اَخِیْ و وصی و خلیفتی فیکم فاسمعوا لہٗ وَاَطِیعوہ

"اے لوگو! یہ میرا بھائی، میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے۔ تم میں۔ پس تم سب اسکی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔"

تمام لوگ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ابوطالب سے کہا کہ اپنے بیٹے

کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ [1]

تبلیغ رسالت میں آنحضرت کا یہ سب سے پہلا خطبہ تھا۔ لیکن سب سے آخری خطبۂ غدیر بھی اپنے دامن میں حضرت علیؑ کی خلافت و امامت لئے ہوئے ہے اس کے علاوہ رسول اللہؐ نے مختلف مواقع پر حضرت علیؑ کی خلافت کی طرف اشارہ فرمایا۔ کیوں نہ کرتے یہ تو وعدہ بھی تھا کیونکہ ہر میدان میں تبلیغ رسالت میں حضرت علیؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بوجھ بٹایا ہے۔ جو مسلمان یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے اپنا خلیفہ و جانشین مقرر نہیں فرمایا گویا وہ اس معاہدہ کی خلاف ورزی کا رسول اللہؐ پر الزام لگاتے ہیں۔

کرم کرم کہ غریب الدیار ہے اقبال

مرید پیر نجف ہے غلام ہے تیرا

(باقیات اقبال)

نائب حق ہمچو جانِ عالم است

ہستی او ظلِ اسم اعظم است

حق کا ولی (نائب) احمدؐ کا وصی دنیا کی روح اور جان ہوتی ہے اور اس کی ذات اسم اعظم کا سایہ (ظل) ہوتی ہے۔ بقول کسی شاعر

علیؑ کا نام بھی ایک اسم اعظم ہے

پڑے مشکل تو اس سے کام لے لو

---

[1] تاریخ طبری جلد ۱ - ازالۃ الخفا جلد ۲ ص ۴۸۹

ابو لہب نے کہا تو ہلاک ہو اسی لئے تو نے ہمیں بلایا ہے یہ کہکر وہ جانے کے لئے جلسہ سے اٹھ گیا اور تب یہ سورۃ نازل ہوئی "تبت یدا ابی لہب و تب"۔

علیؑ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ جب یہ آیت "و انذر عشیرتک الاقربین" رسول اللہؐ پر نازل ہوئی آپ نے مجھے بلایا اور کہا علیؑ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی کنبے والوں کو ہدایت کروں مگر میں اپنے کو اس سے عہدہ برآ ہونے میں مجبور پاتا ہوں کیونکہ جب میں ان کو اپنی دعوت دونگا وہ مجھے تکلیف پہنچائیں گے اس خوف سے میں اس حکم کی بجا آوری میں خاموش تھا کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا کہ محمدؐ اگر تم اللہ کے اس حکم کی بجا آوری نہ کروگے تمہارا رب تم کو عذاب دے گا۔ اس لئے تم آدھ سیر تین پاؤ کا کھانا تیار کرو اس پر بکری کی ران بھون کر رکھدینا اور دودھ سے بھر کر ایک کٹورا لادو اس کے بعد تمام بنو عبد المطلب کو میرے پاس بلالاؤ تاکہ میں ان سے گفتگو کروں اور اللہ کے حکم کو ان تک پہنچادوں۔ میں نے رسول اللہؐ کی فرمائش پوری کردی اور پھر تمام بنو عبد المطلب کو جو اس زمانے میں کم و بیش چالیس مرد تھے آپ کے پاس بلالایا ان میں آپ کے چچا ابو طالب، حمزہ، عباس اور ابو لہب بھی تھے سب کے جمع ہوجانے کے بعد رسول اللہؐ نے مجھے اس کھانے کے لانے کا جو میں نے آپ کے لئے تیار کیا تھا حکم دیا میں نے اسے لاکر رکھا رسول اللہؐ نے اس میں سے گوشت کا ایک ٹکڑا اٹھا کر اسے اپنے دانتوں سے چیرا اور پھر اسے خوان کے کناروں پر رکھدیا اور پھر سب سے کہا بسم اللہ کرکے کھانا شروع کیجئے تمام جماعت نے شکم سیر ہوکر کھانا کھالیا مجھے صرف ان کے ہاتھ چلتے دکھائی دیتے تھے اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں علیؑ کی جان ہے کہ جتنا کھانا میں نے ان کے لئے تیار کیا تھا ان میں ہر شخص اس تمام کو کھا جاتا، کھانے کے بعد رسول اللہؐ نے فرمایا ان سب کو پلاؤ میں نے وہ کٹورا لاکر ان کو دیا اسے پی کر وہ سب سیر ہوگئے حالانکہ بخدا وہ صرف اتنا تھا کہ ان میں کا ہر شخص اسے پی جاتا اس کے بعد رسول اللہؐ نے چاہا کہ ان سے گفتگو کریں مگر آپ کے بولنے سے پہلے ابو لہب نے کہا کہ "عرصہ سے یہ تم پر جادو کر رہا ہے" یہ سنکر تمام جماعت اٹھ کھڑی ہوئی رسول اللہؐ نے ایک لفظ بھی نہیں کہا مجھ سے کہا علیؑ، تم نے دیکھا کہ اس شخص نے مجھے بات کرنے کا موقع نہیں دیا اور سب لوگ چلے گئے کل پھر اسی قدر کھانے کا انتظام

کرو اور ان سب کو میرے پاس بلا لاؤ۔ حسب الحکم دوسرے دن پھر میں نے اسی قدر گوشت اور دودھ کا انتظام کر کے سب کو رسول اللہؐ کی خدمت میں جمع ہونے کی دعوت دی۔ جب وہ آگئے آپ نے کل کی طرح مجھے کھانا لانے کا حکم دیا میں کھانا لایا آپ نے آج بھی وہی کیا جو کل کیا تھا اس کی برکت سے سب نے شکم سیر ہو کر کھایا پھر آپ نے مجھ سے کہا کہ ان کو دودھ پلاؤ میں اس کٹورے کو لے آیا اسی سے وہ سب سیر ہو گئے اس سے فراغت کے بعد رسول اللہؐ نے فرمایا اے بنو عبد المطلب! میں نہیں جانتا کہ کوئی عرب مجھ سے پہلے اس سے بہتر کوئی نعمت تمہارے پاس لایا ہو جو میں تمہارے لئے لایا ہوں اس میں دین و دنیا کی بھلائی ہے اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو اسی بھلائی کی دعوت دوں تم میں سے کون اس معاملہ میں میرا بوجھ بٹانے کے لئے آمادہ ہوتا ہے تاکہ وہ میرا بھائی بنے میرا وصی ہو اور تم میں میرا جانشین ہو، اس دعوت پر سب کے سب ساکت و صامت رہے کسی نے حامی نہیں لی البتہ میں نے کہا حالانکہ میں اس جماعت میں سب سے کم عمر تھا سب سے زیادہ چھوٹی آنکھیں تھیں، پیٹ بڑا اور پنڈلیاں پتلی پتلی تھیں، اے اللہ کے نبی میں تمہارا وزیر بنتا ہوں رسول اللہؐ نے میری گردن تھام کر کہا یہ میرا بھائی ہے میرا وصی اور تم میں میرا خلیفہ ہے تم اس کی بات کو سنو اور جو کہے اسے بجا لاؤ، اس پر ساری جماعت ہنسنے لگی اور انھوں نے ابو طالب سے کہا سنو تم کو حکم ہوا ہے کہ تم اپنے لڑکے کی اطاعت و فرمانبرداری کرو۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے علیؓ سے پوچھا امیر المومنین آپ اپنے چچا زاد بھائی کے اپنے چچا کی موجودگی میں کیونکر وارث ہوئے انھوں نے کہا سنو تین مرتبہ اس پر تمام حاضرین گوش بر آواز ہوئے کہ کیا کہتے ہیں انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے تمام بنو عبد المطلب کو پلاؤ اور چھاچھ کی دعوت دی آپ نے ان کے لئے صرف ایک مُد کھانا پکوایا تھا تمام لوگوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور پھر بھی وہ کھانا جوں کا توں باقی بچ گیا اس کے بعد آپ نے فرمایا اے بنو عبد المطلب اللہ نے مجھے خاص طور تمہاری طرف اور عام طور پر تمام انسانوں کے لئے مبعوث فرمایا ہے، اس معاملہ کے متعلق جو کچھ ہے وہ تمہارا مشاہدہ ہے کون اس کے لئے میرے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے کہ وہ میرا بھائی، دوست اور میرا وارث بنے۔ کوئی شخص کھڑا نہ ہوا، میں آپ کے پاس گیا

ثبوت ۳

مختلف احادیث

(۱) آنحضرتؐ نے اپنی زندگی میں متعدد مواقع پر حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کے بارے میں صحابہ کو تاکید فرمائی تھی۔ اس سلسلے میں چند احادیث درج ذیل ہیں۔

۱:۔ اہل سنت والجماعت کے جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب ازالۃ الخلفاء ج ۲ صفحہ ۹۴، ترمذی ج ۲ صفحہ ۲۳۷ اور صواعق محرقہ صفحہ ۲۴۴ میں یہ واقعہ درج ہے۔

"اس سفر میں بھی آپ کا (حضرت علیؑ) کے ساتھ معاملہ خلافت میں آنا" ہے۔ نسائی نے اور حاکم نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے (اور یہ الفاظ نسائی کے ہیں)" انہوں نے کہا رسول خداؐ کے پاس کچھ لوگ قریش کے آئے اور کہا ہم تمہارے ہمسایہ اور حلیف ہیں۔ ہمارے کچھ غلام بھاگ کر آپ کے پاس آ گئے ہیں۔ نہ ان کو دین کی خواہش ہے اور نہ علم کا شوق بلکہ وہ ہماری زمینوں اور جانوروں سے بھاگ گئے ہیں۔ سو آپ ہم کو واپس کر دیں۔ آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا تم کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا سچ کہتے ہیں۔ وہ آپ کے ہمسایہ اور حلیف ہیں۔ آنحضرت کا چہرہ انور متغیر ہو گیا۔ پھر حضرت عمر سے فرمایا تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے بھی کہا سچ کہتے ہیں کہ وہ آپ کے ہمسایہ اور حلیف ہیں۔ آپ کا چہرہ مبارک اور زیادہ متغیر ہو گیا۔ اور کہا اے قریش خدا کی قسم اللہ تعالےٰ تم میں سے تمہارے اوپر ایک ایسے آدمی کو مسلط کرے گا۔ جس کے دل کو خدا نے ایمان کیلئے

جانچ لیا ہے۔ اور وہ تم کو یا تم میں سے بعض کو دین کی مخالفت پر مارے گا۔
حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ کیا وہ شخص میں ہوں آپ نے فرمایا نہیں
حضرت عمرؓ نے کہا کیا وہ شخص میں ہوں؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ شخص
ہے جو جوتی ٹانک رہا ہے اور حضرت نے اپنی پاپوش حضرت علیؑ کو ٹانکنے
کے لئے دی ہوئی تھی۔[1]

۲:- روایت ہے۔ انس بن مالک سے کہا میں آپ (رسولؐ اللہ) کے پاس تھا
کہ آپ نے دعا کی کہ یا اللہ لے آ میرے پاس اس شخص کو جو ساری مخلوق
سے زیادہ تیرا دوست ہو کہ وہ میرے ساتھ اس پرندہ کا گوشت کھائے۔ پھر
علیؑ حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ کے ساتھ کھایا۔[2]

۳:- عبداللہ بن سعد نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا
خدا نے علیؑ کے متعلق میرے پاس وحی میں تین باتیں نازل کی ہیں کہ علیؑ
مومنوں کے سردار، متقیوں کے امام اور نمازیوں کے افسر ہیں۔[3]

۴:- نسائی نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا اے علیؑ
تم میرے صفی اور امین ہو۔[4]

۵:- حضرت ابراز سے خطیب نے اور دیلمی نے حضرت ابن عباس سے بیان
کیا ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا" علیؑ کا مقام مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میرے
بدن سے سر کا ہے۔"[5] یعنی انسان سر اور چہرہ سے پہچانا جاتا ہے۔ اللہ
کی پہچان رسول کریمؐ کے ذریعے اور رسول کریمؐ کی پہچان حضرت علیؑ سے۔

۶:- انسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ میرا بھائی و میرا وزیر
اور میرے اہل سے میرا خلیفہ اور ان سب لوگوں سے جن کو میں اپنے
بعد چھوڑوں گا۔ بہتر اور برتر اور میرے قرضوں کا ادا کرنے والا اور میرے

---

[1] ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۵۰۔ ترمذی ج ۲ ص ۲۱۴ بمنصب امامت [2] ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۵۱۱ [3] ص ۴۲۵ [4] مناقب مرتضوی [5] ینابیع المودۃ

وعدوں کو پورا کرنے والا علیؑ ابن ابی طالب ہے۔[۱]

۷:۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ سے کسی نے پوچھا یا رسولؐ اللہ نبوت آپ کے لئے کب لازم کی گئی فرمایا خدا قرآن میں فرماتا ہے۔ اے محمدؐ اُس وقت کو یاد کرو۔ جبکہ تیرے پروردگار نے بنی آدم سے ان کی اولاد کو انکی پشتوں سے نکال کر عہد لیا اور ان کو انکے نفسوں پر گواہ کیا اور ان سے کہا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں تو روحوں نے عرض کی ہاں تو ہمارا پروردگار ہے۔ تب اللہ تعالےٰ نے فرمایا میں تمہارا پروردگار ہوں۔ محمدؐ تمہارا پیغمبر ہے اور علیؑ تمہارا امیر اور حاکم ہے۔[۲]

۸:۔ ابن عساکر حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں جو کچھ حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوا ہے کسی کی شان میں نہیں ہوا۔ اسی طرح امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں۔ جتنی احادیث سے حضرت علی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کسی دوسرے صحابی کی نہیں ہوتی۔[۳] آپ بھی موازنہ کر لیں۔

جمالِ عشق و مستی نے نوازی
جلالِ عشق و مستی بے نیازی
کمالِ عشق و مستی ظرفِ حیدر
زوالِ عشق و مستی حرفِ رازی

(بال جبریل)

---

[۱] [۲]: ینابیع المودۃ
[۳]: تاریخ الخلفاء ص۱۸۱

ثبوت ۴

مماثلتِ محمدؐ و موسیٰؑ

قرآن مجید بنیادی طور پر کلیات اور قانونِ قدرت کی کتاب ہے۔ جو اپنے دامن میں ہر خشک و تر کو لئے ہوئے ہے۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے:۔

انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً۔ (سورہ مزمل) (ترجمہ) ہم نے تمہاری طرف اپنا ایسا ہی رسول شاہد بنا کر بھیجا جیسا فرعون کی طرف موسیٰؑ کو رسول بنا کر بھیجا۔

دُنیا میں با اختلاف روایات کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے مگر اللہ تعالےٰ نے فقط رسالت موسیٰؑ سے رسالت ختمی مرتبت کو مشابہ قرار دیا ہے۔ قرآن سے قبل توریت بھی اس مشابہت کا اعلان کر چکی تھی۔ سارے انبیاء کو چھوڑ کر صرف رسالت موسیٰؑ کے ساتھ رسول اللہ کی رسالت کو تشبیہ دینے میں اللہ تعالےٰ کے بہت سے مقاصد پوشیدہ تھے۔ مولانا سید سلمان ندوی نے بھی سیرۃ النبیؐ ج ۳ ص ۶۷۴ پر مماثلتِ موسیٰؑ و ختمی مرتبت کو تسلیم کیا ہے۔

اب قرآن سے معلوم کرتے ہیں کہ امت موسیٰؑ کے آئمہ اور ان کے تقرر کا کیا طریقہ تھا۔ چنانچہ ارشاد باری ہے وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ٥ (السجدہ آیت ۲۴)

ترجمہ: اور ان (بنی اسرائیل) میں سے ہم نے کچھ لوگوں کو چونکہ انہوں نے (مصیبتوں) پر صبر کیا تھا امام بنائے جو ہمارے حکم سے (لوگوں کی) ہدایت کرتے تھے اور ہماری آیتوں کا دل سے یقین رکھتے تھے۔

ثابت ہوا جس طرح امت موسیٰؑ میں امام تھے اور امت کو مقرر کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا اسی طرح امت رسولؐ اللہ میں بھی امام تھے۔ جن کو اجماع (انتخاب) وغیرہ سے امت کو بنانے کا کوئی اختیار نہیں۔

مندرجہ ذیل مماثلت کا مختصر جائزہ دیا ہوا ہے:-

فضائل حضرت موسیٰؑ و ہارون	فضائل حضرت محمد مصطفےٰؐ و علیؑ
۱۔ حضرت موسیٰؑ صاحب شریعت تھے اور انکو کتاب عطا ہوئی (توریت) سورہ طٰہٰ	۱۔ حضورؐ صاحب شریعت تھے اور اُن کو کتاب عطا ہوئی (قرآن)
۲۔ حضرت موسیٰؑ نے دعا مانگی کہ اے اللہ ہارون کو میرا وزیر بنا دے۔ سورہ طٰہٰ آیت ۳۰	۲۔ حضورؐ نے بھی معراج میں دعا کی کہ اے اللہ علیؑ کو میرا وزیر (خلیفہ) بنا دے۔ سورہ الم نشرح
۳۔ دعا قبول ہوئی۔ ولقد اتینا موسیٰ الکتاب وجعلنا معہ اخاہ ھارون وزیرا (سورہ فرقان) ۔ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب عطا کی اور انکے بھائی ہارون کو انکا وزیر بنایا۔	۳۔ دعا قبول ہوئی اور قائم مقام مقرر کرنے کا حکم ہوا۔ فاذا فرغت فانصب اور بلغ ما انزل الیک (سورہ مائدہ) اور خطبہ غدیر خم میں مقرر فرمایا۔
۴۔ حضرت موسیٰؑ کے بارہ امام (خلیفے) جن کو خود خدا نے مقرر فرمایا۔	۴۔ آنحضرتؐ کے بارہ امام (خلیفے) جن کو خود خدا نے مقرر فرمایا۔
۵۔ حضرت موسیٰؑ کا ایک خلیفہ زندہ اور غائب حضرت عیسیٰؑ جن کا نزول قیامت کے قریب ہو گا۔	۵۔ آنحضرتؐ کا بھی ایک خلیفہ زندہ اور غائب امام مہدی جن کا ظہور قیامت کے قریب ہو گا۔
۶۔ حضرت ہارون کے بیٹوں کے نام شبر، شبیر اور مشبر۔	۶۔ حضرت علیؑ کے بیٹوں کے نام شبر شبیر اور مشبر۔ حسن، حسین۔ محسن۔

۷۔ حضرت موسیٰؑ کی بیوی صفورہ نے خلیفہ سے جنگ کی۔	۷۔ آنحضرتؐ کی بیوی جناب عائشہؓ نے خلیفہ رسولؐ (علیؑ) سے جنگ (جمل) کی۔
۸۔ حضرت ہارونؑ کو قوم کے بعض لوگوں نے خلیفہ نہ مانا اور تکلیفیں پہنچائیں۔	۸۔ حضرت علیؑ کو قوم کے بعض لوگوں نے خلیفہ نہ مانا اور تکلیفیں دیں۔
۹۔ حضرت موسیٰؑ کی امت نے خودساختہ (بچھڑے) کو مانا۔	۹۔ آنحضرتؐ کی اُمت نے بھی خودساختہ (خلیفہ) کو مانا۔
۱۰۔ امت موسیٰؑ میں بھی اُن کے شیعہ کامیاب۔ (سورہ قصص ع ۴)	۱۰۔ امت آنحضرتؐ میں بھی شیعہ کامیاب۔ (صواعق محرقہ)

ایک مشہور حدیث: آنحضرتؐ نے غزوہ تبوک جانے سے پہلے حضرت علیؑ کو مدینہ منورہ میں اپنا جانشین (خلیفہ) مقرر فرماتے ہوئے کہا:۔

سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "علی" تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰؑ سے تھے۔ یعنی خلیفہ ہو۔ البتہ فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں[1] ارشاد باری تعالیٰ ہے: ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اور اُن کے بھائی ہارون کو وزیر بنایا (سورہ فرقان آیت ۳۵) لہٰذا اسی مناسبت سے حضرت علیؑ آنحضرتؐ کے وزیر (خلیفہ) نصِ قرآن سے ثابت ہیں۔ اور حدیث کے دوسرے جُز میرے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں ہوگا سے بھی ثابت ہے کہ حضرت علیؑ محض مختصر وقت کے لئے خلیفہ مقرر نہیں کئے گئے تھے بلکہ وفات کے بعد خلیفہ رہیں گے۔

[1] ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۴، صحیح بخاری جلد ۲ ص ۵۲۶، مسلم ج ۲ ص ۹۷

ثبوت ۵

صراط مستقیم

اھدنا الصراط المستقیم ۵ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ۔

ترجمہ بار الہٰ خدایا تو ہم کو سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ انکی راہ جنہیں تو نے اپنی نعمتیں عطا کیں نہ کہ انکی راہ جن پر تیرا غضب ڈھایا گیا اور نہ گمراہوں کی راہ۔ (رسولؐ خدا نے فرمایا) اگر تم علیؑ کو اپنا امیر (خلیفہ) مان لو (مگر میں جانتا ہوں تم علیؑ کو خلیفہ نہ مانو گے) تو تم علیؑ کو اپنا ہادی اور سیدھے راستہ پر لے جانے والا پاؤ گے۔[1] کیونکہ اللہ تعالےٰ نے رسول خداؐ کے بعد سب سے زیادہ نعمتیں حضرت علیؑ کو عطا کیں۔ مثلاً حضرت علیؑ کا خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہونا۔ آنحضرتؐ کا صغر سنی سے انکی پرورش کرنا۔ قرآن مجید متقین کیلئے ہدایت ہے اور حضرت علیؑ امام المتقین ہیں۔

طبرانی اور حاکم نے عبداللہ بن مسعود سے بیان کیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ عائشہ بی بی سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ علیؑ کا ذکر کرنا عبادت ہے۔ حضرت علیؑ نے پیدائش ہی سے بت پرستی نہیں کی۔ اسی لئے ان کے نام کے ساتھ کرم اللہ وجہہٗ ہے۔ شب ہجرت حضرت علیؑ نے بستر رسولؐ پر سو کر اپنے نفس کو فروخت کر کے اللہ تعالےٰ کی رضاؤں کو خرید لیا (سورہ بقرۃ) جہاں سے ان کا لقب مرتضےٰ پڑھا۔ حضرت علیؑ کا دختر رسول خداؐ کا شوہر ہونا۔ ابن عباس سے مروی ہے

---

[1] شاہ اسمعیل شہید کی منصب امامت صـ۸۸۔

کہ آنحضرتؐ نے بحکم خدا حضرت علیؑ کے سوا سب کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کروا دیئے۔ فرمایا اے علیؑ تیرے اور میرے سوا کسی کو حالت جنابت میں مسجد سے گذرنا درست نہیں۔ حضرت علیؑ کی شان میں تین سو سے زائد آیات کا نازل ہونا۔ ایک مرتبہ حضرت علیؑ کی نماز عصر فوت ہوگئی۔ آنحضرتؐ نے دعا فرمائی آفتاب لوٹ آیا۔[1] ہر نماز میں حضرت علیؑ کا شریک درود ہونا۔ علم و شجاعت میں تمام امت سے افضل ہونا۔ صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہونا (دیکھو ثبوت ۲۰) مسجد میں شہادت پانا۔ نقطہ بائے بسم اللہ۔ باب العلم و حکمت۔ باب الحطہ۔ قرآن ناطق، ابو تراب صاحب لوا الحمد اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے کہ علی قسیم ولنار والجنۃ ہیں یعنی جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے انکی زوجہ حضرت فاطمہؑ جنت میں جانے والی عورتوں کی سردار اور بیٹے حسنینؑ جنت میں نوجوانوں کے سردار ہونگے۔

بہرحال آپ کے فضائل کا شمار ناممکن ہے۔ شیعہ رسولخداؐ کے بعد حضرت علیؑ و آئمہؑ کا سنۃ اختیار کیئے ہوئے ہیں۔ یعنی امام جعفر صادقؑ جو امام حسینؑ کے پڑپوتے ہیں۔ ان کی تعلیمات پر جو کہ فقہ جعفریہ کے نام سے موسوم ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔ اسی لئے سورہ الحمد میں دعا کرتے ہیں کہ اے خدا ہمیں محمدؐ و آل محمدؐ کے راستہ پر قائم رکھ اور اس سورہ کو پڑھنے کے بعد الحمد للہ رب العالمین بطور شکر یہ کہتے ہیں۔ جبکہ حضرت ابوبکر کو خلیفہ اول جاننے والے سورہ الحمد کے بعد آمین کہتے ہیں جو کام نہ ہونے کی نشاندہی کرتا ہے گویا صراط مستقیم دیکھا ہی نہیں۔

عظمت معصومہ جناب فاطمۃ الزہراؑ کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا فاطمہؑ بہشت میں جانے والی تمام عورتوں کی سردار ہیں۔ ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۴۹ طبع مصر میں ہے کہ جب حضرت فاطمہ آتی تھیں تو رسولخداؐ تعظیم کو کھڑے

---

[1] ازالۃ الخفاء جلد ۲ ص ۲۱۶، صواعق محرقہ، تاریخ الخلفاء

ہو جاتے تھے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے۔

سرور کائنات کی وفات کے بعد آپ پر مصائب والام کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ مثلاً واقعہ خلافت دوسرے حجت تمام کرنے کے لئے صدیقہ عالمین نے باغ فدک کا دعوےٰ کیا اور بطور گواہ حضرت علیؑ اور حسنینؑ کو دربار حضرت ابوبکر میں لے گئیں اور قرآن مجید کی آیات پڑھ کر اپنا حق ثابت کیا۔ مگر افسوس جن ہستیوں کی صداقت پر غیر مسلم عیسائیوں نے مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا تھا مسلمانوں کے خلیفہ نے انہیں جھوٹا کہہ کر واپس کر دیا۔ جس پر سیدہ عالمیان نے ناجائز قابض کی بے انصافی پر اپنی غضبناکی کی مہر لگا دی اور حضرت ابوبکر و عمر سے غضبناک ناراضگی کی حالت میں ہی وفات پائی ۔[۱]

مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ رسولخداؐ نے فرمایا فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے جس نے اس کو غضبناک کیا اُس نے مجھ کو غضبناک کیا۔[۲]

اہلسنت والجماعت کے معتبر عالم مسلم بن قتیبہ متوفی ۲۷۶ھ کی کتاب الامامت والسیاست کے صـ۳۹ پر ہے کہ سیدہ نے حضرت ابوبکر و عمر کو مندرجہ بالا حدیث یاد کرواتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتوں کو گواہ کر کے کہتی ہوں کہ تم نے مجھے ناراض کیا ہے راضی نہیں کیا۔ جب میں نبی سے ملوں گی تو تمہاری ان سے شکایت کروں گی۔ ابوبکر نے کہا اے فاطمہؑ میں اللہ کی ناراضگی اور آپکی ناراضگی سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر ابوبکر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے قریب تھا کہ ان کی جان نکل جائے۔ اور سیدہ فرماتی جاتی تھیں کہ میں تمہیں ہر نماز میں بددعا کرونگی۔ ابوبکر روتے ہوئے چلے گئے اور لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے۔ وہ ان سے کہتے تھے کہ تم میں سے ہر ایک آدمی اپنی بیوی کے گلے

---

[۱] مشکوٰۃ۔ صواعق محرقہ۔ مسلم صـ۱۵۲/۲، [۲] مشکوٰۃ۔ صواعق محرقہ۔ صحیح بخاری جلد۲ صـ۵۳۲

میں باہیں ڈال کر خوشی سے رات بسر کرتا ہے اور مجھے مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ مجھے تمہاری بیعت کی ضرورت نہیں میری بیعت کو توڑ لو۔

مندرجہ بالا حدیث رسولؐ کی روشنی سے ثابت ہوا کہ جناب فاطمہؑ کی ناراضگی خدا اور رسولؐ کی ناراضگی ہے جبکہ تمام مسلمان نماز پنجگانہ میں سورہ الحمد کے ذریعے ایسے لوگوں کے راستہ پر نہ چلنے کی دعا کرتے ہیں جن سے خدا اور رسول ناراض ہوتے۔ شیعہ بھی جناب سیدہ کونین جناب فاطمہؑ کی تاسی (پیروی) کرتے ہیں۔

مریمؑ از یک نسبتِ عیسیٰؑ عزیز ‏ ‏ ‏ از سہ نسبت حضرت زہرہؑ عزیز

نورِ چشمِ رحمتہ اللعالمین ‏ ‏ ‏ آں امام اولین و آخرین

بانوے آں تاجدار ہل اتیٰ ‏ ‏ ‏ مرتضیٰ مشکل کشا شیرِ خدا

مادرِ آں مرکز پرکار عشق ‏ ‏ ‏ مادرِ آں کارواں سالارِ عشق

آں یکے شمع شبستان حرم ‏ ‏ ‏ حافظ جمعیت خیر الامم

تا نشیند آتش پیکار و کیں ‏ ‏ ‏ پشت با زو بر سرِ تاج و نگیں

(رموز بیخودی)

ثبوت نمبر ۶

امامت ابراہیمی

وَاِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ ..... عَهۡدِی الظّٰلِمِیۡنَ (سورہ بقر ۲۶)

ترجمہ: اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ ابراہیم کا اُس کے رب نے چند کلمات سے امتحان لیا اور ابراہیم نے ان کو پورا کر دیا۔ خدا نے فرمایا میں تم کو کل آدمیوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں (ابراہیم) نے عرض کی میری اولاد میں سے بھی فرمایا جو ظالم ہونگے وہ میرے اس عہدے سے فائدہ نہ اٹھائینگے۔

کتاب الخصال میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ بکلمٰتٍ سے وہی کلمات مراد ہیں جو آدمؑ کو ان کے رب کی طرف سے تلقین ہوئے جن سے انکی توبہ قبول ہو گئی تھی اور وہ یہ ہے یا رب اسئلک بحق محمد و علی و فاطمۃ والحسن والحسین الا تبت علیّ۔ ترجمہ: اے میرے پروردگار میں تجھ سے محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں کہ میری توبہ قبول فرما۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جناب ابراہیمؑ کو اللہ تعالےٰ نے نبی مقرر کرنے سے پہلے عبد مقرر فرمایا اور خلیل کا درجہ عطا کرنے سے پہلے رسول مقرر فرمایا اور امام مقرر کرنے سے پہلے خلیل مقرر فرمایا۔ اس درجہ امامت کی عظمت کو دیکھ کر جناب ابراہیمؑ نے خداوند عالم سے سوال کیا قال ومن ذریتی۔ میری اولاد سے بھی امام بنانا۔ تو خدا نے جواب میں فرمایا بناؤں گا مگر لاینال عہدی الظالمین۔ میرا عہدہ ظالموں کے لئے نہ ہوگا۔ اب جو مسلمان یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کی ذریت میں کوئی امام نہیں ان سے میں پوچھتا ہوں کہ کیا خداوند عالم نے ابھی تک حضرت ابراہیمؑ کے سوال کو پورا نہیں کیا؟

شیعوں کے نزدیک تو خداوند عالم نے اسی وعدہ کے مطابق حضرت ابراہیمؑ ہی کی اولاد سے بارہ امام یعنی حضرت علیؑ تا امام مہدی مقرر فرمائے اسی لیئے ان سب کو شریک درود کیا۔

سب سے بڑا ظلم شرک ہے یعنی جس نے زندگی میں ایک لمحہ کے لئے بھی بت پرستی کی وہ عہدہ امامت کو نہیں پا سکتا۔ پس جو لوگ اسلام لانے سے قبل بت پرست تھے۔ وہ امامت ابراہیمی کو نہیں پا سکتے۔

روایت ہے یعلی بن مرہ سے کہ رسولخداؐ نے فرمایا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ دوست رکھتا ہے۔ اللہ اس کو جو دوست رکھے حسینؑ کو حسینؑ ایک نواسہ ہے نواسوں میں سے[1]

امام حسینؑ نواسہ ہونے کی حیثیت میں رسولخداؐ سے تو تھے ہی۔ مگر آپؐ کے اس ارشاد "میں حسین سے ہوں" سے کیا مراد ہے۔ اگر حضرت اسمٰعیلؑ ذبح ہو جاتے تو ان کی نسل قطع ہو جاتی۔ جن کی اولاد سے آنحضرتؐ ہیں۔ امام حسینؑ نے عالم ارواح میں شہادت عظمیٰ کو قبول کر کے ایک طرف تو حضرت اسمٰعیلؑ کو بچا لیا اور دوسرے پیغمبر اسلام کے لائے ہوئے دین اسلام کو بچا لیا لہٰذا در اصل امام حسینؑ کی شہادت رسولخداؐ کی شہادت تھی[2]

ترمذی نے حضرت ام سلمہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ام سلمہ نے حضرت نبی کریمؐ کو خواب میں روتے ہوئے دیکھا اور آپ کے سر اور داڑھی میں مٹی پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے حضورؐ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا ابھی حسینؑ کو قتل کیا گیا ہے[3]

اب آپ خود جائزہ لیں کہ رسولخداؐ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کون ۱۰ ارمحرم کو سر میں مٹی ڈال کر روتا ہے۔

---

[1] ترمذی ج ۲ ص ۹۳، مشکوٰۃ ج ۳ ص ۲۵۶، [2] سر الشہادتین [3] صواعق محرقہ ص ۶۲۲

مسلمانوں کو چاہیئے کہ جس جذبہ سے حضرت اسمعیل علیہ السلام کے بچ جانے کی خوشی میں عید الاضحیٰ مناتے ہیں اُسی جذبہ سے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا غم منائیں۔

غریب و سادہ و رنگین ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسینؑ ابتدا ہے اسمعیلؑ

(اقبال)

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر — معنی ذبح عظیم آمد پسر

صدق خلیل بھی ہے عشق صبر حسین بھی ہے عشق — معرکہ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

موسیٰؑ و فرعون و شبیر و یزید — این دو قوت از حیات آمد پدید

اک فقر ہے شبیری اس فقر میں ہے میری
میراث مسلمانی سرمایۂ شبیری

(بال جبریل)

ثبوت ۷

تبلیغ سورہ برات

سنہ ۹ھ میں آنحضرت نے تین سو آدمیوں کے ہمراہ حضرت ابوبکر کو حج کے موقعہ پر سورہ برائت کی چالیس آیتوں کی تبلیغ کے لئے مکہ بھیجا ابھی زیادہ دور جانے نہ پائے تھے کہ جبرائیل امین نازل ہوئے اور عرض کی "خداوند کریم تحفہ درود وسلام کے بعد ارشاد فرماتا ہے کہ ان آیتوں کو آپ پہنچایئے یا وہ شخص جو آپ میں سے ہو۔ یعنی آپ کا جز۔ پھر آنحضرت نے فوراً حضرت علیؑ کو روانہ کیا کہ حضرت ابوبکر سے سورہ برات کی آیات لے لیں۔ اور خود جا کر ان کی تبلیغ کریں۔ حضرت ابوبکر کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ حکم خدا آیا تھا کہ میں جاؤں یا وہ جو مجھ سے ہو۔[۱]

اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکر آنحضرت کے خسر، عمر رسیدہ یار غار۔ انہوں نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ نمازیں پڑھائیں وغیرہ۔ اس لئے خلافت ان کا حق تھا۔ اُن کے جواب میں صرف مندرجہ بالا فرمانِ خدا ورسولؐ کافی ہے۔ جس میں صرف ۴۰ آیتوں کی تبلیغ کی اہلیت نہ ہو وہ کیسے خلیفہ بن کر پورے قرآن واسلام کی تبلیغ کا حق کیونکر ہو سکتا ہے۔

یہ بھی ایک طریقہ کار ہے جو رسولخداؐ اور خداوند عالم نے مل کر امت کو سمجھایا کیونکہ اُن کو آنے والے تمام حالات کا علم تھا اسی لیئے حضرت علیؑ کی خلافت، شرافت، فضیلت اور رسولخداؐ کے ساتھ۔ یگانگی اور حضرت ابوبکر کے اظہار نا قابلیت کو پیش کیا یہ وہ خدائی طریقہ ہے جس کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔

---

[۱] صحیح بخاری ج ۲ صہ ۲۳۹، درمنثور ج ۳ صہ ۲۱۰، تاریخ ابن خلدون ج ۲ صہ ۱۸۹، ازالۃ الخفا ج ۲ صہ ۵۰۱، ترمذی ج ۲ صہ ۵

ثبوت ۸

وارث قرآن

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ج (سورہ فاطر آیت ۳۲)

ترجمہ: ہم نے اس کتاب کا وارث انکو بنایا جن کو ہم نے بندوں میں سے منتخب کر لیا۔

حکم نے اُم سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے سُنا رسولخداؐ فرماتے تھے کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہونگے۔[1]

ثبوت نمبر ۴۰ خطبہ غدیر خم میں بھی اس کی تفصیل درج ہے۔

۲۔ احمد اور حاکم نے ابو سعید خدری کی بسند صحیح بیان کیا ہے کہ رسولخداؐ نے علیؑ سے فرمایا تو نے جیسے تنزیل قرآن پر لڑائی کی ہے ایسے ہی تاویل قرآن پر لڑائی کرے گا۔[2]

۳۔ قرآن کا نزول قلبِ رسول اللہؐ پر ہوا۔ آیت مباہلہ میں علیؑ نفسِ رسولؐ اللہ کے مصداق ہیں۔ فرمان رسول اللہؐ کے مطابق قرآن علیؑ کے ساتھ اور اسکی تاویل بھی علیؑ کروائیں گے جو نفسِ رسول خدا بھی ہیں۔ لہذا رسول خداؐ کے بعد علیؑ ہی قرآن کے وارث اور جو قرآن کے وارث وہی خلافت و امامت کے حقدار۔ اور جو خاصیت قرآن میں وہی وارثوں میں تسلیم کرنا ہو گی۔ سابقہ ثبوت کے مطابق حضرت ابو بکرؓ قرآن کی ایک سورہ کی تبلیغ نہیں کر سکتے وہ قرآن کے وارث نہیں ہو سکتے۔

---

[1] ازالۃ الخفا ج ۲ ص ۵۲۷ منصب امامت ص ۸۶ [2] صواعق محرقہ ص ۱۲۱

ثبوت ۹

آیہ مباہلہ

فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْہِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَہِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ ٥ (سورہ آل عمران آیت ۶۱)

ترجمہ: پس جو شخص تمہارے پاس علم آجانے کے بعد تم سے مباحثہ کرے تو تم کہدو کہ آؤ ہم اور تم اپنے بیٹوں اپنی عورتوں اور اپنے نفسوں کو بلائیں پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت قرار دیں۔

یہ آیت نجران کے عیسائیوں سے مباہلہ کرنے کے سلسلے میں نازل ہوئی ترمذی نے سعد ابن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت[۱] اپنی گود میں امام حسینؑ اور امام حسنؑ کا ہاتھ پکڑے اسطرح تشریف لائے کہ فاطمہؑ آپ کے پیچھے تھیں اور حضرت علیؑ ان کے عقب میں۔ جب اسقف نجران نے ان کو دیکھا تو اپنی قوم سے کہا کہ میں ایسے پاکیزہ چہرے دیکھتا ہوں کہ اگر یہ ہستیاں اللہ سے سوال کریں تو پہاڑ ہل جائے۔ سو تم مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے[۲]

نجران کے عیسائی عالموں نے آنحضرتؐ سے مناظرہ کیا اور کہا کہ حضرت عیسیٰؑ اگر خدا کے بیٹے نہیں تو بتایئے ان کے باپ کون ہیں۔ فوراً اللہ تعالے نے آیت نازل فرمائی کہ ان سے کہدو عیسیٰؑ کی مثال آدمؑ کی سی ہے۔ جب پھر بھی نہ مانے تو مندرجہ بالا آیت[۳] نازل فرمائی جس نے مسلمانوں کے آپس کے بہت سے مسائل حل کر دیئے۔

---

[۱] صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۸، [۲] صواعق محرقہ صفحہ ۱۴۰، [۳] ترمذی ج ۲ صفحہ ۳۰۰، [۴] تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۹۷، [۵] ازالۃ الخفاء ج ۲ صفحہ ۴۹۶

۱۔ خدا اور رسولؐ کا فرمان یعنی قرآن کافی نہ رہا بلکہ وہ مخصوص ہستیاں کام آئیں جنہوں نے ہر میدان میں مشکل کشائی فرمائی۔ جن کی عظمت کا غیر مسلموں نے اعتراف کیا۔

۲۔ آنحضرتؐ ابنائنا کے ذیل میں امام حسنؑ اور حسینؑ کو لے گئے جو آپ کے بیٹے کہلائے۔ نسائنا کی جگہ صرف اپنی بیٹی فاطمہؑ کو لے گئے اگر اور بیٹیاں ہوتیں تو ان کو بھی ضرور ساتھ لے جاتے۔ انفسنا کی جگہ حضرت علیؑ کو لے گئے جو نفسِ رسول اللہ کے مصداق ہیں۔

۳۔ یہ واقعہ ۱۰ھ کا ہے اگر ازواج، اصحاب یا بیٹیوں میں سے کوئی بھی ان جیسا طیب وطاہر اور صدیق ہوتے تو جھوٹوں پر لعنت کرنے کے لئے اُن کو بھی ساتھ لے جا سکتے تھے۔ کیونکہ آیت کے تمام صیغے جمع کے ہیں مگر صرف حضرت علیؑ و فاطمہؑ اور حسنینؑ کو میدان میں لے جا کر دکھا دیا کہ اہلبیت ہی صادقین کی جماعت ہے اور بتا دیا کہ جو ان کے مقابل آئے وہ جھوٹا ہوگا۔

چونکہ نصوصِ قرآنیہ واحادیث کے ذریعے ختمی مرتبت پر نبوت ختم ہو چکی ہے اس لئے نبوت کو چھوڑ کر حضرت علیؑ باقی تمام صفات میں رسول کریمؐ کے ساتھ شریک ہیں۔ وہ صفات ہدایتِ خلق۔ ولایتِ کلیہ۔ وجوب اطاعت، نگرانی امور مسلمین وغیرہ ہیں۔ انہی صفات کا حامل امام یا خلیفہ رسول کہلاتا ہے۔ پھر نفسِ رسول اللہ کی موجودگی میں کسی کو اختیار نہیں کہ کوئی رسول اللہ کا جانشین بن سکے۔

ثبوت ۱۰

صادقین

یٰاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔ (سورۃ الانفال)

ترجمہ: اے ایمان لانے والو اللہ سے ڈرو اور ساتھ ہو جاؤ سچوں کے

جو لوگ ایمان کی دولت سے سرشار ہو گئے اُن کو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اب قرآن میں صادقین کو تلاش کرتے ہیں۔

۱۔ پچھلے ثبوت ۹ میں صادقین (حضرت علیؑ، فاطمہؑ اور حسنینؑ) کی ایک جماعت کو آنحضرتؐ نے میدان مباہلہ میں لاکر امت کو دکھا دیا۔

۲۔ ارشاد خداوندی ہے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل بیت ویطھرکم تطھیرا۔ (سورہ احزاب) اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے پنجتن پاکؑ (اہلبیتؑ) سے رجس کو دور رکھا۔ جھوٹ رجس ہے لہذا اہلبیتؑ صادقین ہیں۔

۳۔ جناب سلمان فارسی اور ابوذر غفاری سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ علیؑ تم صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہو تم حق و باطل میں فرق کرو گے۔[۱]

پس نصِ قرآن اور حدیث سے پنجتن پاک صادقین کی جماعت ثابت ہیں۔ جن میں آنحضرتؐ کے بعد حضرت علیؑ افضل ہیں۔ لہذا ایمان لانے والوں کو رسول اللہؐ کے بعد حضرت علیؑ کے ساتھ ہو جانے کا حکم ہے۔ جس سے اُن کی خلافت واضح ہے۔

---

[۱] منتخب کنز العمال

ثبوت ۱۱

رسالت پر گواہی

ویقول الذین کفروا لست مرسلاً قل کفی باللّٰہ شھیداً بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب (سورہ الرعد آیت ۴۳)

ترجمہ: اور جو لوگ کافر ہو گئے وہ یہ کہتے ہیں کہ تم کسی کے بھیجے ہوئے نہیں ہو تم کہدو کہ میرے اور تمہارے درمیان میری رسالت کی گواہی دینے کو (ایک تو) اللہ کافی ہے اور دوسرے وہ جس کے پاس کتاب (قرآن) کا پورا علم ہے۔

رسول اللہ کی رسالت کی گواہی دینے کے لئے ایک خود اللہ تعالیٰ اور دوسرے وہ جس کو قرآن کا پورا علم ہو۔

۱۔ ثبوت ۵ میں حضرت علیؑ وارث قرآن ثابت ہیں۔ وارث کو پورے قرآن کا علم ہونا ہے۔

۲۔ بزاز اور طبرانی نے الاوسط میں حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "انا مدینۃ العلم وعلیٌ بابھا" میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ اور جو علم حاصل کرنا چاہتا ہے دروازے کے ذریعے آئے۔[۱]

جو دروازے سے دور وہ شہر سے بھی دور۔ یعنی رسول اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ علیؑ اور خدا تک پہنچنے کا ذریعہ آنحضرتؐ۔

---

[۱] ترمذی، صواعق محرقہ ص۱۱۸، منصب امامت

۳۔ ایک شب ابن عباسؓ نے حضرت علیؑ سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر سن کر کہا کہ خدا کی قسم میرا اور تمام صحابہ کا علم علیؑ کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسے سات سمندروں کے مقابلہ میں پانی کا ایک قطرہ۔ حضرت علیؑ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

"سلونی قبل ان تفقدونی" مجھ سے مرنے سے قبل جو چاہو پوچھو۔[1]

۴۔ ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ سے پوچھا وہ کون ہے جس کے متعلق خدا فرماتا ہے "اے رسولؐ کہہ دیجیے کہ میرے اور تمہارے (کافروں) درمیان گواہی دینے کو خدا اور وہ شخص جس کے پاس کتاب کا پورا علم ہے کافی ہے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا وہ میرے بھائی علیؑ ابن ابی طالب ہیں[2]

چونکہ حضرت علیؑ رسول اللہؐ کی رسالت کے گواہ اور تصدیق کرنے والے ہیں اس لئے وہی جانشینی کے حقدار ہیں۔

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○ (سورہ الزمر آیت ۳۳)

ترجمہ: اور وہ جو سچ کو لے کر آیا اور وہ جس نے اسکی تصدیق کی یہی لوگ تو پرہیزگار ہیں۔

اس آیت میں
جاءَ بالصدق یعنی وہ جو سچ لے کر آئے جناب محمد مصطفیٰؐ ہیں
اور صدّق بہٖ یعنی جنہوں نے اسکی تصدیق کی حضرت علی ابن ابیطالبؑ ہیں۔

---

[1] تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۸۰، [2] ینابیع المودۃ صفحہ ۱۰۳

ثبوت ۱۲

علیؑ جزوِ نورِ رسالت

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (سورہ ہود آیت ۱۶)

ترجمہ:۔ کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو اور اسکے پیچھے پیچھے ایک گواہ آتا ہو۔ جو اُسی کا جزو ہو۔ اس سے قبل موسیٰؑ کی کتاب (توریت) لوگوں کے لیے پیشوا اور رحمت (شاہد) تھی۔ اُسی پر تو ایمان لاتے ہیں۔ اور گروہوں میں سے جو بھی اس کا منکر ہوگا بس آگ اس کا ٹھکانا ہے۔ ہذا اُسکے بارے میں شک میں نہ رہنا بے شک وہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے لیکن بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔

ابن ابی حاتم اور ابو نعیم ابن عساکر سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ قریش میں کوئی آدمی ایسا نہیں جسکے بارے میں کچھ نہ کچھ قرآن میں نازل نہ ہوا ہو۔ یہ سن کر ایک شخص کہنے لگا۔ آپ کے بارے میں کیا نازل ہوا۔ آپ نے فرمایا تو نے سورہ ہود کی یہ آیت نہیں پڑھی اس میں عَلٰی بینۃٍ سے مراد رسول کریمؐ ہیں اور یتلوہ شاہدٌ منہ سے میں مقصود ہوں۔[1]

---

[1] تفسیر درمنثور ج ۳ ص ۳۲۴ طبع مصر، طبری ج ۱۲ ص ۱۰، ینابیع المودۃ

پچھلے ثبوت ۱۱ والی آیت میں حضرت علیؑ کی رسالت مآبؐ پر گواہی ثابت ہے۔ ثبوت ۷ اور ۹ سورہ برات اور مباہلہ میں علیؑ کا جزو رسالت ہونا ثابت ہے۔

احمد۔ ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ نے حبشی بن عبادہ سے بیان کیا کہ رسول کریمؐ نے فرمایا علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور میری ادائیگی میں کر سکتا ہوں یا علیؑ۔[۱]

اس آیت سے بڑھ کر حضرت علیؑ کی خلافت و امامت کا نص قرآن کے مطابق اور کیا ثبوت ہوگا۔ اللہ تعالےٰ کے علم میں تھا کہ امت مختلف گروہوں اور فرقوں میں بٹ جائے گی۔ لہٰذا واضح کر دیا کہ حضرت علی کی ولایت و امامت کے منکر کا ٹھکانا جہنم ہے۔ بعض لوگ دائرہ اسلام میں شامل تھے۔ مگر بغض علیؑ تھا۔ اس لیے اللہ تعالےٰ نے فرما دیا کہ بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔

اے سرِ نبوتِ محمدؐ
اے وصفِ تو مدحتِ محمدؐ

(اقبالؔ)

حبِ نبیؐ ہے مہرِ علی — مہرِ علی ہے حبِ نبیؐ
لحمکَ لحمی جسمکَ جسمی — فرق نہیں مابین پیا

۱؎ صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۱

ثبوت ۱۳

اہلیتِ جانشین

قرآن مجید میں گذرے ہوئے واقعات اس لئے ہیں کہ مسلمان اُن کا بغور مطالعہ کر کے صراط مستقیم اختیار کر لیں۔ ارشاد باری ہے۔

ترجمہ: ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی نظیر پیش کی۔

لہٰذا نبی کے نائب مقرر کرنے والی نظیر ملاحظہ ہو۔ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ ۔۔۔۔۔۔ زَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۖ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ (سورہ البقرہ آیت ۲۴۷)

ترجمہ: ان کے نبی نے ان سے کہا کہ اللہ نے طالوت کو تمہارے لئے بادشاہ مقرر کیا ہے۔ وہ کہنے لگے۔ اس کا ہم پر حکومت کہاں سے ہو سکتی ہے۔ حالانکہ ہم حکومت کے اس سے زیادہ حقدار ہیں۔ اس کو کشائش مال تو دی نہیں گئی (نبی نے) کہا تحقیق اللہ نے اس کو تم پر چن لیا ہے اور اُسے علم اور جسم میں زیادہ کیا ہے اللہ جسے چاہے اپنی حکومت عطا فرمائے اور اللہ صاحب وسعت و علم ہے۔

دیکھیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے نبی نے طالوت کی جانشینی کا اعلان کیا تو مخالفین نے صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے اس کی مالی کمزوری کو محل طعن قرار دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فیصلہ کو بدلنا گوارہ نہ کیا اور حضرت طالوت کی باطنی خوبیوں کو بیان کیا کہ وہ علم اور جسامت (شجاعت) میں

تم سب سے افضل ہے۔ لہذا مذکورہ آیت سے جانشینی کے تین کلیے وضع ہوئے۔

۱۔ نبی لازمی طور پر جانشین مقرر فرماتا ہے۔ جو بحکم خدا ہوتا ہے۔

۲۔ نبی کے جانشین کے لیے کشائش مال کا ہونا ضروری نہیں۔

۳۔ نبی کا جانشین پوری امت سے علم میں افضل اور جسم میں قوی تر ہونا چاہیئے۔

۱۔ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو بحکم خدا کئی مرتبہ جانشین مقرر فرمایا جیسا کہ اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے۔

۲۔ حضرت علیؑ کے پاس کشائش مال نہ تھا۔ جو ہوتا وہ راہ خدا میں دے دیتے۔

۳۔ جاہل عالم پر حکمرانی کرنے کا مجاز نہیں۔ ابو عمر نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا خدا کی قسم حضرت علیؑ کو علم کے نو حصے حاصل تھے اور دسویں حصے میں تمام لوگ ان کے ساتھ شریک ہیں[1]۔

حضرت علیؑ کے علم کے بارے میں ثبوت ۱۱ میں وضاحت کی جا چکی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت علیؑ نے پوری زندگی میں نہ تو کسی سے کوئی مسئلہ دریافت کیا نہ میدان جنگ سے کبھی قدم پیچھے ہٹے۔ جہاد ہی قوت و طاقت کے جانچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ آغاز اسلام میں جنگیں (بدر۔ احد۔ خیبر و خندق اور حنین) سب حضرت علیؑ کی خداداد شجاعت کی شاہد ہیں۔ جنگ خیبر میں آنحضرتؐ ابوبکرؓ و عمرؓ کو لشکر دے کر جنگ کے لیئے روانہ کرتے رہے۔ ناکام واپسی پر فوج نے سردار پر اور سردار نے فوج پر بزدلی کا الزام لگایا[2]۔ آنحضرتؐ نے چالیس روز صحابہ کو آزما کر امت کو دکھا دیا کہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر لڑنے والا کون ہے۔ اور دشمن کو دیکھ کر میدان جنگ سے بھاگنے والے کون ہیں۔ آخر حضرت علیؑ نے خیبر فتح کیا اور مسلمانوں کے گھر مال و دولت

---

[1] ازالۃ الخفاء ج ۲، [2] الفاروق ص ۲، ازالۃ الخفاء

سے بھر دیئے۔

بہر حال جہاد سے بھاگنا ایمانی کمزوری کا ثبوت ہے۔ جو لوگ ایمان میں کمزور رہوں وہ کمل ایمان سے افضل کیونکہ ہو سکتے ہیں۔ حضرت علیؑ علم و جسم میں تمام امت سے افضل تھے۔ پس مندرجہ بالا آیت کی روشنی میں حضرت علیؑ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی کے حقدار ہیں۔

حضرت علیؑ کے اقوال

- اپنے گناہوں کے سوا کسی سے نہ ڈرو
- جاہل سیکھنے سے نہ شرم کرے
- صبر ایمان سے بمنزلہ سر کے ہے جسم سے جس کا سر نہیں اس کا دھڑ نہیں اور جس کا صبر نہیں اس کا ایمان نہیں۔
- آج عمل کا دن ہے حساب نہیں۔ کل حساب ہو گا عمل نہ ہوگا۔
- لوگ خواب غفلت میں ہیں۔ جب مریں گے بیدار ہوں گے۔
- جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا
- آدمی اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے
- کہنے والے کو نہ دیکھو اس کے قول کو دیکھو
- مصیبت کے وقت بے صبری کرنا بڑی مصیبت ہے
- حسد کے ساتھ راحت نہیں۔

ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۱۳۱ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ

ثبوت ۱۴

آیت مودۃ

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ط وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝

(شوریٰ آیت ۲۳)

ترجمہ:۔ اے نبی اعلان کردو کہ میں تم سے مانگتا نہیں اس تبلیغ (رسالت) پر اُجرت (مزدوری) مگر محبت رکھو میرے قرابت داروں سے اور جو اس بارے میں نیکی بھی کرے اُسکی خاطر سے ہم (اسکی) نیکی کو بہت بڑھاویں گے اللہ بڑا بخشنے والا اور قدردان ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں احمد۔ طبری۔ ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس سے بیان کیا ہے کہ جب اس آیت کا نزول ہوا تو صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہؐ آپ کے وہ کون سے قرابتدار ہیں۔ جن سے محبت کرنا ہم پر واجب ہے فرمایا علیؑ۔ فاطمہؑ اور ان کے دونوں بیٹے امام حسنؑ اور امام حسینؑ۔ پھر فرمایا جو شخص میرے اہلبیتؑ پر ظلم کرے اور مجھے عزت کے بارے میں اذیت دے اُس پر بہشت حرام ہے[۱]

رسولؐ خدا نے اسلام پھیلانے کے لئے از حد تکلیفیں برداشت

---

[۱] صواعق محرقہ، درمنثور۔ احیاء المیت ص ۳۶

کیں۔ جس کی اجرت تو بس خدا ہی کے ذمہ ہے۔ لیکن بحکم خدا مسلمانوں کی اپنی بہتری (نجات) کے لئے اجر رسالت یعنی اہلبیتؑ سے محبت کا حکم دیا۔ جیسے ایک مزدور آپکا گھر بنا دے اور اس کی اُجرت (مزدوری) ادا کئے بغیر آپ کی اُس گھر میں کوئی عبادت قبول نہیں۔ اسی طرح اجر رسالت ادا کئے بغیر آپ کا کوئی عبادت یا عمل خیر قبول نہیں۔ لہٰذا اجرِ رسالت (مودۃ اہلبیت) تمام عبادات (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) سے افضل یاد رکھئے واجبات حالات کے ساتھ بدل سکتے ہیں۔ مثلاً نماز سفر میں قصر ادا کرنے کا حکم ہے۔ جہاں نماز قصر ہو وہاں روزہ نہیں رکھ سکتے۔ حج و زکوٰۃ کے لیئے مالی استطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر اصول دین یعنی توحید، عدل، نبوت و امامت اور قیامت پر ایمان رکھنے کا دل سے تعلق ہے لہٰذا یہ واجبات سے افضل ہیں۔

بقول شاعر ؎

پہلے تو کر لو حاجیو اجرِ رسالت کو ادا
فرضہ نہ ہو جب تک ادا منظور حج ہوتا نہیں

؎

بے حُب اہلبیت عبادت حرام ہے

فرمان رسولؐ کے مطابق محبت اہلبیتؑ ایسی چیز ہے کہ اس پر رہ کر طبعی موت مرنے والا بھی شہید ہے۔ دیکھئے حدیث

مَن مات علیٰ حُبِّ آلِ محمد مات شہیدا [۱] اور شہید سیدھے جنت میں جائیں گے۔

---

[۱] صواعق محرقہ۔ منصب امامت۔ ینابیع المودت

محبت کا یہی تقاضا ہے کہ جیسے ماں باپ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی ہے ویسے ہی محمدؐ وآل محمدؐ کے دشمنوں یعنی جنہوں نے ان کا حق غصب کیا ان سے دشمنی لازمی ہو۔ بہرحال اصحابِ رسولؐ پر محبت آل رسولؐ واجب۔ پس حضرت علیؑ سے محبت کرنا عین ایمان ہے اسی لئے وہ امامت وخلافت کے حقدار ہیں۔

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں

دل میں ہے مجھ بے عمل کے داغ عشق اہلبیتؑ

ڈھونڈتا پھرتا ہے ظلِ دامن حیدرؑ مجھے

فیض اقبال ہے اسی در کا

بندۂ شاہِ لافتیٰ ہوں میں

ہمیشہ وردِ اقبال ہے علیؑ کا نام اقبال

پیاس روح کی بجھتی ہے اس نگینے سے

ثبوت ۱۵

نور خدا

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ط
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ہ (سورہ تغابن آیت ۸)

ترجمہ: پھر اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اُس نور پر جس کو ہم نے نازل کیا ہے ایمان لاؤ اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اُس سے آگاہ ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ النور سے مراد جناب امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب ہیں۔

ثبوت ۱۲ میں حضرت علی قرآن و حدیث سے جزو نور رسالت ثابت ہیں۔ سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ میں اور علیؑ اللہ تعالےٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کرنے سے چار ہزار سال پہلے ایک نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو یہ نور ان کی پشت میں رکھا گیا۔ پھر لگاتار یہ نور ایک ہی رہا۔ یہاں تک کہ عبدالمطلب کی پشت میں آکر ہم جدا جدا ہو گئے۔ پس مجھ میں نبوت ہے اور علیؑ میں خلافت اور امامت ہے۔[۱]

پس اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے بعد حضرت علیؑ پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ جس سے ان کی خلافت و امامت ثابت ہے۔

---

[۱] ینابیع المودۃ ص۸۴

ثبوت ۱۶

نگرانِ اعمال

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط

(سورہ التوبہ آیت ۱۰۵)

ترجمہ: اور ان سے کہدو کہ تم عمل کئے جاؤ عنقریب اللہ اور اس کا رسول اور ایمان لانے والے تمہارے اعمال دیکھتے ہیں۔

۱:۔ حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ نبی کریمؐ نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ تم سے دوستی رکھنے والا مومن اور بغض کرنے والا منافق ہے۔ دوسرے ترمذی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ ہم (انصار) منافقوں کو حضرت علیؑ کے بغض سے پہچانتے تھے۔[۱] پس ایمان ملتا ہی محبتِ علیؑ سے ہے دیکھو ثبوت ۱۲۔

۲:۔ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر نے آپ سے کہا کہ میں نے رسول کریمؐ کو فرماتے سُنا ہے کہ کوئی شخص پل صراط سے گزر نہیں سکے گا سوائے اسکے کہ حضرت علیؑ نے اس کے لئے گزرنے کا پروانہ لکھا ہو۔[۲] وہ اعمال دیکھ کر ہی تو پروانہ دیں گے۔

۳:۔ جنگ خندق میں عمرو بن عبدود کے للکارنے پر آنحضرتؐ نے تمام صحابہ سے فرمایا "ہے کوئی جو اس کتے کی زبان بند کرے" اس موقع پر قرآن

---

۱ ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۱۶۔ ۲ صواعق محرقہ ص ۱۲۹ ترمذی ج ۲ ص ۲۷۹، منصب امامت ص ۴۳

خوب نقشہ کھینچتا ہے۔ اور جب مارے ڈر کے تمہاری آنکھیں کج ہو گئیں اور تمہارے کلیجے منہ کو آ گئے اور تم خدا کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ اسی موقع پر مومنوں کی آزمائش کی گئی"۔ پ ۲۱ ع ۲

اگر حضرت علیؑ اسلام کی اس موقعہ پر مدد نہ کرتے تو خدانخواستہ اسلام وہیں کا وہیں ختم ہو جاتا۔ آج نہ کوئی عبادت ہوتی نہ عبادت گذار۔ کُل کا کُل کفر ہوتا۔ اس لئے آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو عمرو بن عبدود کے مقابلہ کے لئے روانہ کرتے ہوئے فرمایا برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ۔ "کل ایمان کل کفر کے مقابلہ میں جا رہا ہے۔ اور یہ اصول بتا دیا کہ جو حضرت علیؑ کے مقابل آئیگا کل کفر ہو گا۔ جب حضرت علیؑ فتح یاب ہو کر واپس آئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا۔ "ضربۃ علی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین" آج علیؑ کی ایک ضرب افضل ہے دونوں جہانوں کی عبادت سے۔

وقار انبالوی فرماتے ہیں:

اسلام کے دامن میں بس اس کے سوا کیا ہے
اک ضرب یداللٰہی اک سجدہ شبیریؑ

پس جو ذواتِ مقدسہ اعمال انسانی پر منجانب اللہ گواہ بنائے گئے ہیں وہی حقدار خلافتِ رسول اللہ ہیں۔

مسلم اول شہ مرداں علیؑ
عشق را سرمایۂ ایماں علیؑ

(اسرار و رموز)

ثبوت ۱۷

آیت ولایت

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَوٰةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔ (المائدہ آیت ۵۵)

ترجمہ: سوائے اس کے نہیں ہے تمہارا حاکم اللہ اور اسی کا رسول اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں ہے۔ ایک بار حضرت رسول خدا حجرہ مبارک سے مسجد میں آئے۔ بعضوں کو دیکھا کہ رکوع میں ہیں اور بعضوں کو سجدہ میں اور بعضوں کو کھڑے دیکھا آنحضرت صلعم نے ایک سائل کو دیکھا اور فرمایا کہ کسی نے کچھ دیا تجھ کو؟ سائل نے انگوٹھی آنحضرت کو دکھائی اور اشارہ کیا حضرت علی مرتضیٰ کی طرف کہ اس رکوع کرنے والے نے دی ہے پھر یہ آیت نازل ہوئی[1] اس آیت میں ولی کے معنی حاکم مددگار اور اولی بالتصرف کے ہیں۔ یعنی جن معنوں میں اللہ و رسول صلعم ولی ہیں ان ہی معنوں میں حضرت علی تمام امت کے ولی ہیں۔ پس منصب (ولایت) کے لحاظ سے تینوں برابر ہیں لہٰذا اس آیت کی تفسیر میں احمد، ترمذی و نسائی اور ابن ماجہ نے حبشی بن عبادہ اور عمران بن حصین نے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں

---

[1] دیکھو حاشیہ قرآن فتح المجید (مولانا فتح محمد خان کا ترجمہ) در منثور۔ تاریخ طبری ج ۶ صفحہ ۱۸۶

میرے بعد ہر مومن اور مومنہ کے علیؑ ولی (حاکم) ہے۔ اور میرے قرض کو میری طرف سے علیؑ کے سوا اور کوئی ادا نہ کرے گا۔ ؎

کلمہ علیؑ ولی اللہ اسی اقرار و اعتراف کے اظہار کے لئے ہے۔ پس رسولخداؐ کے بعد اللہ تعالےٰ کے مقرر کردہ ولی (حاکم) علی ہی اُن کے جانشین ہیں۔

نعرۂ یاعلی مدد

ولی کے معنوں میں مددگار بھی ہے۔ ثابت ہوا۔ اللہ مددگار۔ رسول مددگار اور علیؑ مددگار۔ لہذا جو اس کا منکر وہ کلام الہٰی کا منکر کسی مددگار سے مدد مانگنا کوئی گناہ نہیں ہے۔ جو حضرات ولی کے معنی صرف دوست سمجھتے ہیں ان کے لئے عرض ہے کہ دوست وہ جو مصیبت میں کام آئے۔ انتہائی مصیبت بروز قیامت ہوگی لہذا ابھی سے علیؑ کو ولی بنالو۔

رسولخداؐ نے تو اسلامی جنگوں میں حضرت علیؑ سے مدد مانگ کر سنت ہی قرار دے دیا۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت میں تسلیم کیا ہے کہ نَادِ عَلِیًّا مُظْهِرَ الْعَجَائِبِ تَجِدْهُ عَوْنًا لَّكَ فِي النَّوَائِبِ كُلُّ هَمٍّ وَغَمٍّ سَيَنْجَلِي بِعَظَمَتِكَ يَا اللّٰهُ بِنُبُوَّتِكَ يَا مُحَمَّدُ بِوِلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ کا نزول جنگ احد میں ہوا ہے۔ اسی لئے تین ہی اسلامی نعرے ہیں۔ نعرہ تکبیر۔ نعرہ رسالت۔ نعرہ حیدری۔

امام اہل سنت احمد رضا خاں بریلوی نے اپنی کتاب "شمع شبستان رضا" کے صفحہ ۱۶ میں نادعلی کے پندرہ فوائد تحریر فرماتے ہیں جن میں بڑے سے بڑی مہم و دشواری رنج و غم حصول مقاصد اور برائے مریض جو زندگی سے مایوس ہو چکا ہو کے لئے ہیں۔

؎ ترمذی ج ۲ حث ۱۱، مشکوٰۃ شریف، صواعق محرقہ، ازالۃ الخفا۔

وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ

اور (خدا کے آگے) جھکتے ہیں ؎ اور جو شخص خدا اور اُس کے پیغمبر اور مومنوں سے

اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٥٦﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

دوستی کرے گا تو (وہ خدا کی جماعت میں داخل ہوگا اور) خدا کی جماعت ہی غلبہ پانے والی ہے۔ اے ایمان والو!

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا

جن لوگوں کو تم سے پہلے کتابیں دی گئی تھیں اُن کو اور کافروں کو جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور

مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَ

کھیل بنا رکھا ہے دوست نہ بناؤ اور

اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٥٧﴾ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ

مومن ہو تو خدا سے ڈرتے رہو۔ اور جب تم لوگ نماز کے لئے اذان دیتے

اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿٥٨﴾

ہو تو یہ اُسے بھی ہنسی اور کھیل بناتے ہیں ؎ یہ اس لئے کہ سمجھ نہیں رکھتے۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ

کہو کہ اے اہل کتاب! تم ہم میں بُرائی ہی کیا دیکھتے ہو سوا اس کے کہ ہم خدا پر اور جو

وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ

(کتاب) ہم پر نازل ہوئی اس پر اور جو (کتابیں) پہلے نازل ہوئیں اُن پر ایمان لائے ہیں۔ اور تم میں اکثر

فٰسِقُوْنَ ﴿٥٩﴾ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ

بدکردار ہیں۔ کہو کہ میں تمہیں بتاؤں کہ خدا کے ہاں اس سے بھی بدتر جزا پانے والے کون ہیں

اللّٰهِ ۭ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ

وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی اور جن پر وہ غضبناک ہوا اور (جن کو) اُن میں سے

ع ٨ ١٢

؎ یہ آیت حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں ہے۔ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجرۂ مبارک سے مسجد میں آئے بعضوں کو دیکھا کہ رکوع میں ہیں اور بعضوں کو دیکھا کہ سجدے میں ہیں اور بعضوں کو کھڑے دیکھا آنحضرت نے ایک سائل کو دیکھا اور فرمایا کسی نے کچھ دیا بھی کہا جی ہاں انگوٹھی ... آنحضرت ... حضرت مرتضیٰ ... رکوع ... ۱

؎ مدینہ میں ایک نصرانی تھا کہ جب مؤذن ... کہتا اشہد ان محمد رسول اللہ ... ساتھ اہل و عیال کے سوتا تھا ... جو گھر میں تھے جل گئے

ثبوت ۱۸

اولی الامر

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ہ (النساء آیت ۶۰)

ترجمہ :- اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی اور صاحبان امر کی جو تم میں سے ہیں۔

آیۂ مذکورہ میں ایمان لانے والوں کو تین یکساں اور فوری اطاعتوں کا حکم ہے اور جب یہ آیت نازل ہوئی اُس وقت رسول اللہؐ خود حکومت کر رہے تھے لہٰذا ضروری نہیں کہ ہر حاکم وقت اولی الامر بھی ہو۔ دوسرے اولی الامر کا اُس وقت علیحدہ موجود ہونا تسلیم کرنا ہوگا۔ قرآن مجید میں اولی الامر کے بارے میں دوسری جگہ بھی ارشاد ہے۔ اور اگر وہ اسکو اپنے رسولؐ اور اولیاء امر کے سامنے پیش کر دیتے تو ان میں سے جو بات کی تہ تک پہنچ جانے والے ہیں سمجھ لیتے۔ دیکھو سورۃ النساء آیت ۸۳، سورہ انا انزلنا میں ہے۔ کہ شب قدر کو ہر سال فرشتے اپنے پروردگار کا امر لے کر نازل ہوتے ہیں۔ وہ اولی الامر یعنی بارہ آئمہ اور اب امام مہدی ہی کے پاس تو آتے ہیں۔

تبوک جاتے ہوئے رسول اللہ نے حضرت علیؑ کو مدینہ میں حاکم مقرر فرمایا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اولی الامر سے مراد حضرت علیؑ و آئمہ ہیں [1]

---

[1] ینابیع المودت، روضۃ الاحباب ج ۳ ص۱۲۔

اطاعت رسولؐ کے بعد اطاعت اولی الامر بھی ہر مسلمان پر واجب قرار دے کر رب العزت نے نہایت واضح طور پہ یہ بتا دیا کہ اولی الامر صرف وہی حضرات ہو سکتے ہیں جو رسول اللہؐ کے ساتھ عصمت و طہارت (معصوم) میں شریک ہوں۔ اور ان سے کبھی کوئی گناہ یا غلطی سرزد نہ ہو۔

ابوذر سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اے علیؑ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ اس کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے تمہاری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے تیری نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔[۱]

پس حضرت علیؑ کی اطاعت اللہ و رسول کی اطاعت ہے۔ اور جس کی اطاعت امت پر واجب اور جو سرچشمہ ولایت بھی ہو وہی اولی الامر اور جانشین رسول اللہؐ ہوتا ہے۔

کلمہ "علیٌ ولیُّ اللہ"

حضرت علیؑ کی خلافت پچھلی چند آیات سے ثابت ہے۔

۱:۔ اطاعت کرنی ہے تو تین کی — اللہ، رسولؐ اور صاحب امر (علیؑ و آئمہ)

۲:۔ مومنوں کے ولی ہیں تو تین — اللہ، رسولؐ اور علیؑ

۳:۔ اعمال دیکھنے والے بھی تین — اللہ، رسولؐ اور صالح مومنین (علیؑ و آئمہ)

۴:۔ ایمان لانا ہے تو بھی تین پہ — اللہ رسولؐ اور نور یعنی علیؑ پہ

۵:۔ مودۃ واجب ہے تو بھی تین سے — اللہ رسولؐ اور اہلبیت (علیؑ) سے

---

[۱] ازالۃ الخفاء ج ۱ ص ۵۶۹ ینابیع المودۃ ص ۶۲

۶:- نماز میں ذکر ہے تو بھی تین کا — اللہ، محمدؐ اور آل محمدؐ (علیؑ، آئمہ)
۷:- اتباع نہیں کرنی تو بھی تین کی — مشرک، کافر اور منافق
۸:- نعرہ لگانا ہے تو بھی تین کا — نعرہ تکبیر، نعرہ رسالت اور نعرہ حیدری

مشرکوں کا سامنا ہو تو نعرہ تکبیر کیونکہ وہ اللہ کو وحدہٗ لا شریک نہیں مانتے۔ کافروں کا سامنا ہو تو نعرہ رسالت کیونکہ وہ اللہ کو تو مانتے ہیں مگر حضرت محمد مصطفےٰؐ کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے۔ منافقوں کا سامنا ہو تو نعرہ حیدری کیونکہ وہ اللہ اور رسولؐ کو تو مانتے ہیں مگر تیسری اطاعت یعنی امامت وولایتِ علی ابن ابی طالب کے منکر ہیں۔

شروع شروع میں جب اسلام پھیلایا تو خدا و رسول پر ایمان لانا ضروری تھا کیونکہ جو آنحضرتؐ پر ہی ایمان نہ لائے گا اس نے حضرت علیؑ پہ کیا ایمان لانا ہے۔ اور جب کافر بھی دو اطاعتوں والا کلمہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے تو ان کی پہچان کے لئے حضرت علیؑ کی اطاعت واجب قرار دے دی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

ترجمہ:- اے ایمان لانے والو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہارے واسطے ایک حق و باطل کی جانچ مقرر فرماوے گا۔ (سورہ الانفال آیت ۲۹)

ترمذی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ ہم منافقوں کو حضرت علیؑ کے بغض سے پہچانتے تھے۔ دوسری روایت ام سلمہؓ سے ہے کہ رسول اللہ فرماتے تھے دوست نہیں رکھتا علیؑ کو کوئی منافق اور دشمن نہیں رکھتا ان (علیؑ) کو کوئی مومن حاکم نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ انہوں کہا رسولِ خداؐ نے فرمایا خدا علیؑ پر رحم کرے۔ الٰہی تو ان کے ساتھ حق کو کر دے جہاں کہیں ہوں لے پس حضرت علیؑ پہچان ہیں مومن و منافق یعنی حق و باطل میں۔

لے ازالۃ الخفاء ج۲ - ترمذی ج۲ -

ثبوت ۱۷: آیت ولایت میں نصِ قرآن و حدیث سے علیؑ ولی اللہ ثابت ہے۔

ثبوت ۱۷: نجات شیعہ میں ہے "نبی کریمؐ نے فرمایا انھم مسئولون عن ولایت علی ابن ابی طالب: روزِ حشر حضرت علیؑ کی ولایت کے متعلق سوال ہوگا۔

ارکان اسلام اکٹھے نافذ نہیں ہوئے بلکہ جیسے جیسے قرآن اور احکام خداوندی نازل ہوتے گئے ارکان اسلام میں اضافہ ہوتا گیا۔ قرآن پاک اپنی آخری آیات (اکملت لکم دینکم) کے دامن میں بھی اسی تیسرا اطاعت یعنی اقرار ولایت علیؑ ابن ابی طالب کو لئے ہوئے ہے۔ جس کا اعلان رسولؐ اللہ نے اپنے آخری خطبہ غدیر خم میں کیا ہے پڑھیں صفحہ۔

یعنی جب تک حضرت علیؑ کی امامت و ولایت کا اعلان نہیں ہوا اس وقت تک دین اسلام کامل ہی نہیں ہوا۔ ثابت ہوا اقرار توحید و رسالت کے بعد کلمہ ایمان علیؑ ولی اللہ ہے۔ جس کا انکار کرنا خدا و رسولؐ کی کھلی نافرمانی ہے۔

ثبوت ۱۸: آیت اولی الامر میں اللہ تعالےٰ نے اطاعت خدا و رسولؐ کے بعد تیسری اطاعت "اولی الامر کو بھی واجب قرار دیا ہے۔ لہذا اقرار توحید و رسالت کے بعد اولی الامر کی ولایت کا اقرار کرنا دلیل ایمان اور تعمیل حکم خدا ہے

اہلسنت والجماعت اپنی پسند کے اولی الامر کی ولایت و اطاعت کا اقرار کریں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ اگر وہ حضرت علیؑ و ائمہ اہلبیت کی امامت و ولایت کا اقرار جزو ایمان سمجھ کر کریں تو حضرت ابوبکر کی فضیلت متاثر ہوتی ہے کیونکہ انکی امامت و ولایت قرآن مجید سے ثابت نہیں اسی لئے ان کے عقائد کے مطابق مسئلہ امامت و ولایت ایک فروعی مسئلہ ہے اور اصول و ارکان اسلام میں یہ داخل نہیں (یعنی کلمہ، نماز، روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ)

لیکن ہمارے نزدیک مسئلہ امامت و ولایت اصول دین میں سے ایک

اصل ہے جیسا کہ اس کتاب میں نصِ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ جس کا ہم پاکیزہ کلمہ میں اقرار تکمیل ایمان کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔

درود شریف

امامت	نبوت	توحید
آل محمد	محمد و	اللھم صلی علی
علیؑ ولی اللہ	محمدؐ رسول اللہ	لا الہ الا اللہ
سورہ مائدہ	سورہ فتح	سورہ محمد

نماز تمام عبادات سے افضل اور نماز میں جن کا ذکر وہ نماز سے بھی افضل نماز میں تین یعنی اللہ تعالےٰ۔ محمد رسول اللہ اور آل محمدؐ (علیؑ) کا ذکر ہے (جو عبادت ہے)۔

ویسے تمام مسلمانوں کا دعوےٰ ہے کہ ہم بھی علیؑ و اہلبیتؑ کو مانتے ہیں اور صحابہ جو ان سے معروف منحرف رہے ہیں سب کو مانتے ہیں۔ انہیں ایمان داروں کے لئے اللہ تعالےٰ نے ایک جیسی تین اطاعتوں کا حکم آیا ہے۔ جیسے خدا کی خدائی میں کسی کو شریک تسلیم کرنا غلط ہے اب محمد مصطفےٰ کی رسالت میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا اور اگر شریک ہونے کی کوشش کرے تو اُسے بُرا کہنا ہمارا فرض ہے اسی طرح حضرت علیؑ و آئمہ کی امامت و ولایت میں کسی کو شریک تسلیم کرنا غلط ہے پس ان تینوں اطاعتوں کو جزو ایمان تسلیم کرنے کے بعد نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جیسی عبادات و اعمال قبول ہوتے ہیں اور موجب نجات و ثواب اُخروی ہیں۔

ثبوت ۱۹

حکم نصب خلافت

حضرت محمد مصطفےؐ نے آخری حج کے دوران تمام صحابہ کو مناسک حج ادا کر کے دکھلائے اور انہیں ہدایت فرمائی کہ تمام ارکان بالکل اسی طرح ادا کریں جس طرح میں ادا کر رہا ہوں۔ صحابہ نے آپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تمام مناسک حج ادا کئے ۴ ذی الحجہ کو مکہ معظمہ میں رسول کریمؐ نے حضرت علیؑ کی خلافت کی خاطر بارگاہِ خداوندی میں دعا فرمائی "خدایا میں تجھ سے وہی سوال کرتا ہوں جو میرے بھائی موسیٰؑ نے کیا تھا[1]" یہ ظاہر ہے رسولِ خداؐ کی دعا مسترد نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اُسی طرح خدا نے قبول کر لی جس طرح حضرت موسیٰؑ کی دعا قبول کی تھی (دیکھیں ثبوت ۱۸) یعنی جس طرح حضرت موسیٰؑ کا جانشین خدا نے حضرت ہارون کو بنایا تھا اُسی طرح رسولِ خداؐ کا جانشین حضرت علیؑ کو بنا کر اسکے فوراً بعد سورہ الم نشرح میں اس کی وضاحت فرما دی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ٥ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ٥ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ ٥ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ٥ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ٥ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ٥ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ٥ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ٥

---

[1] تفسیر درمنثور ج ۶ ص ۹۵ طبع مصر۔ ریاض النضرہ ج ۲ ص ۱۶۳

ترجمہ: خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے
(اے رسولؐ) کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہیں کر دیا اور کیا ہم نے تمہارا وہ بوجھ
ہلکا نہیں کر دیا جو تمہاری کمر کو توڑے دے رہا تھا۔ اور کیا ہم نے تمہارے ذکر کو بلند
نہیں کیا (ضرور کیا)۔ سنو ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے (اچھا تو) جب تم (حجۃ الوداع)
سے فارغ ہو چکو تو (اپنا جانشین) مقرر کر دو۔ اور بارگاہ ایزدی میں حاضر ہونے کی
طرف متوجہ ہو جاؤ۔

اہل علم کا اتفاق ہے کہ یہ سورہ مکہ میں آخری حج کے دوران نازل ہوا۔
امام المفسرین حضرت علامہ علی بن ابراہیم تحریر فرماتے ہیں قال اذا فرغت من حجۃ الوداع
فانصب امیر المومنین علی ابن ابی طالب۔۔ اے رسول جب تم حجۃ الوداع
سے فراغت کر چکو تو علی ابن ابی طالب کے نصب خلافت کا اعلان کر دو۔[1]

لہٰذا حکم خداوندی پاتے ہی آپؐ نے حضرت علیؑ کی خلافت کا اعلان فرما دیا۔

نوٹ:۔ جس طرح حضرت موسیٰؑ کی دعا" وقال رب اشرح لی صدری "
پر ان کا سینہ چاک کرنا ثابت نہیں اسی طرح اہلسنت کے مفسرین کی یہ روایت
کہ سردار انبیاء کا سینہ چاک کر کے دل کی سیاہی کو دھویا خلاف عقل ہے۔
با انصاف لوگ کلام خدا کو غور سے دیکھیں اور اس مطلب کو الفاظ قرآن سے
منطبق کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ کون صحیح ہے۔

---

[1] تفسیر قمی جلد ۲ ص ۴۲۹

ثبوت نمبر ۲

خطبۂ غدیر خم

حضرت محمد مصطفےٰ حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر واپس مدینہ منورہ کی طرف جا رہے تھے کہ بمقام غدیر خم پر جبرائیل حاضر ہو گئے اور عرض کی کہ خداوند عالم تحفہ درود و سلام کے بعد ارشاد فرماتا ہے یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس

ترجمہ: اے رسول پہنچا دو جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوا اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو گویا اس کی رسالت ہی نہ پہنچائی اور اللہ تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ (سورہ المائدہ آیت ۶۷)

آیت کے تیور بتا رہے ہیں کہ اسلام کے کسی اہم جزو کا اعلان ہونا ابھی باقی ہے۔ کیونکہ اس سے پیشتر نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حقوق اللہ۔ حقوق العباد حلال و حرام اور اب حج کو عملی طور پر کر کے امت کو سمجھا چکے تھے۔ وہ کونسا ایسا حکم ہے جسکے نہ پہنچانے سے رسالت پر اثر پڑتا ہے اور لوگوں کے شر سے محفوظ رکھنے کا وعدہ بھی کیا گیا ہے۔ ثابت ہوا رسولؐ اللہ کو اس اہم اعلان کرنے سے خطرہ بھی تھا۔ آخری حج سے پہلے مکہ فتح ہو چکا تھا لہٰذا خوف کافروں سے نہیں بلکہ خوف اُن سے تھا جو بظاہر مسلمان ہو چکے تھے اور حصول دنیا کے لئے رسولؐ اللہ کی وفات کا انتظار کر رہے تھے۔

بہر حال حکم خدا سنتے ہی آنحضرتؐ نے فوراً صحابہ کو آواز دی کہ میرے ناقہ کو بٹھا دو اور تمام صحابہ کو ایک مقام پر اکٹھا کرو۔ میں ہرگز اس مقام سے بغیر پیغام

خداوندی پہنچائے آگے نہ بڑھونگا۔ آپؐ نے پالان شتر کا منبر بنوایا اور حضرت بلال کو حکم دیا کہ "حی علی خیر العمل" کہہ کر آواز دے۔ مجمع سمٹ کر نقطہ مرکز پر آگیا۔ تو آپ نے ایک جامعہ یعنی فصیح و بلیغ خطبہ فرمایا جس میں اہلبیت کے فضائل تھے۔

خطبہ۔ حاکم اور ابو عمر نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے اور یہ حاکم کے الفاظ ہیں کہ جب رسولخداؐ حجۃ الوداع سے واپس ہوئے غدیر خم پر قیام فرمایا اور منبر بنانے کا حکم دیا۔ وہ تیار ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا گویا میں بلایا گیا ہوں اور میں نے جانا قبول بھی کر لیا ہے۔ میں تم میں ثقلین چھوڑے جاتا ہوں ان میں ایک دوسرے سے بزرگ ہے۔ یعنی کتاب اللہ اور میری عترت۔ پس دیکھو تم ان کے ساتھ میرے بعد کیا سلوک کرتے ہو۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ پھر آپ نے فرمایا خدا میرا مولا ہے اور میں ہر مسلمان کا ولی ہوں پھر آنحضرت نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا "مَن کنت مولاہ فعلیٌ مولاہ" جس کا میں ولی (مولا) ہوں اسکا یہ علی ولی (مولا) ہے۔ اے خدا جو ان سے دوستی کرے تو اس سے دوستی کر اور جو ان سے عداوت کرے تو اس سے دشمنی رکھ۔

مندرجہ بالا عبارت جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب کی کتاب ازالۃ الخفا ج ۲ صفحہ ۵۰۳ میں درج ہے دوسری بہت سی کتابوں کے علاوہ صواعق محرقہ ابن حجر مکی صفحہ ینابیع المودۃ صفحہ ۵۴ ، صحیح مسلم صفحہ ۵۱۳ ، ترمذی شریف ج ۲ صفحہ ۲۹۷ میں ہے مگر مشکوٰۃ شریف ج ۲ صفحہ ۱۴۲ میں مندرجہ ذیل الفاظ بھی موجود ہیں پھر علیؑ سے عمر نے ملاقات کی۔ عمر نے علیؑ کو کہا کہ تمہارے لئے خوشی ہو اے ابوطالب کے بیٹے صبح کی تو نے اور شام کی تو نے ہر مسلمان مرد اور عورت کی دوستی آقا کے ساتھ۔

لفظ ولی اور مولا کے معنی کے بارے میں مولانا سید علی حسن جائسی حنفی نے خوب کہا ہے ؎

عبث در معنی من کنت مولا می روی ہر سو
علیؑ مولا بان معنی کہ پیغمبرؐ بود مولا

یعنی حضرت علی ان ہی معنوں میں مولا (حاکم) ہیں جن معنوں میں نبی کریمؐ مولا ہیں۔

اللہ تعالے نے قرآن مجید میں فرماتا ہے نعم المولیٰ ولنعم النصیر "یعنی وہ اچھا مالک اور مددگار ہے"۔ مسلمان آپس میں بھائی بھائی اور دوست تو پہلے بھی تھے۔ مگر حضرت عمر کی مبارک دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولا کے معنی دوست نہیں بلکہ آقا و حاکم کے ہیں۔ کیونکہ ہر مسلمان مرد کے تو دوست ہو سکتے ہیں مگر ہر مسلمان عورت سے دوستی کیسی۔

حدیث غدیر خم مسلمانوں کی تمام ذخیرہ احادیث میں متواتر ترین حدیث ہے اہلسنت والجماعت کی سینکڑوں کتابوں میں مختلف الفاظ و عبارات کے ساتھ موجود ہے اسکو تقریباً ۱۱۰ اصحابہ اور چوراسی ۸۴ تابعین روایت کرتے ہیں۔

آنحضرتؐ نے غدیر خم کے میدان میں حضرت علیؑ کی جانشینی رخلافت و امامت کے اعلان کے بعد ایک علیحدہ خیمہ میں رسم دستار بندی کے بعد مسلسل تین روز تک تمام صحابہ سے حضرت علیؑ کی بیعت لیتے رہے اور فرماتے جاتے تھے اے لوگوں گواہ رہنا۔ اس منظر کے فوراً بعد اللہ تعالے نے مندرجہ ذیل آیت نازل فرمادی جو بعض علماء کے نزدیک قرآن مجید کی آخری آیت ہے اور بعض اس سے اگلے نبوت والی آخری آیت قرار دیتے ہیں۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (سورہ المائدہ آیت ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری

مرضی اور دین اسلام کو تمہارے لیے پسند کر لیا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے نبی تمہارے ذمہ جو دو کام باقی تھے ایک احکام حج عملی طور پر کر کے مسلمانوں کو سمجھانا اور دوسرے اپنے خلیفہ و جانشین کا اعلان کر کے صحابہ سے عملی طور پر بیعت لینا۔ اس کے بعد اب تمہارے ذمہ کوئی اہم کام باقی نہیں رہا اب تم میری طرف سے سُن لو کہ میں نے آج تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور دین اسلام کی پسندیدگی کا اعلان کر دیا یعنی نصب خلافت کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ [۱]

آنحضرتؐ نے انبیاء کی طرح حکم خداوندی سے اپنے چچا زاد بھائی حضرت علیؑ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ اس سے بڑھ کر نص خلافت بلافصل کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ اُس وقت تک دینِ اسلام جو انبیاء کا لایا ہوا تھا، کامل ہی نہیں ہوا۔ جب تک حضرت علیؑ کی خلافت کا اعلان نہیں ہوا۔ ثابت ہوا جس دین میں حضرت علیؑ کی خلافت بلافصل نہیں وہ دین کامل ہی نہیں۔

زباں سے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

---

[۱] تفسیر در منثور ج ۲ ص ۲۰۹ طبع مصر۔ شواہد النبوت

ثبوت ۲۱

عبرتناک واقعہ

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ لِّلْکٰفِرِیْنَ لَیْسَ لَہٗ دَافِعٌ ۙ مِّنَ اللّٰہِ ذِی الْمَعَارِجِ ؕ (سورۃ المعارج آیت ۱ تا ۳)

ترجمہ: ایک سوال کرنے والے نے بڑی درجوں والے خدا سے ایسے عذاب کا سوال کیا جو کافروں کے لئے واقع ہوتا رہتا ہے اور اس کا دفع کرنے والا کوئی نہیں ہو سکتا۔

شان نزول: حارث بن نعمان فہری رسالتمآب کے پاس آیا اور کہنے لگا اے محمدؐ تمہارے کہنے سے ہم نے خدا کو واحد تم کو اس کا رسولؐ مان لیا۔ پانچ وقت کی نمازیں پڑھیں روزے رکھے وغیرہ اس پر اکتفاء نہ کی اور اپنے چچازاد بھائی (علیؑ) کو اب ہم پر حاکم قرار دینے کے لئے کہہ دیا جس کا میں مولا ہوں میرے بعد اُسکے علی مولا ہیں۔ فرمایئے علیؑ کو حاکم آپ نے اپنی طرف سے بنایا ہے یا خدا کے حکم سے۔ رسالتمآبؐ نے جواب دیا خدا کی قسم یہ امر خدا ہے۔ میں نے اپنی طرف سے نہیں بنایا۔ حارث یہ سُن کر کہتا ہوا چلا خدایا اگر محمدؐ کی بات سچی (حق) ہے تو مجھ پر دردناک عذاب نازل کر ابھی وہ اپنی سواری تک نہ پہنچا تھا۔ کہ اُس کے سر پر آسمان سے پتھر گرا جو اُسے چیرتا ہوا نکل گیا۔ اور وہ اسی جگہ ہلاک ہو گیا۔ اُس وقت آیت نازل ہوئی[1]۔ یہ واقعہ اُن لوگوں کی عبرت اور نصیحت کیلئے کافی ہے جو مولائے کائنات حضرت علیؑ کی خلافت و ولایت کے منکر ہیں۔

---

[1] تفسیر ثعلبی، تفسیر روح المعانی جلد ۹ صفحہ ۵۵ ارجح المطالب صفحہ ۲۰۵ طبع لاہور نور الابصار صفحہ ۷۸

ثبوت ۲۲

لشکرِ اُسامہ

علم و حکمت و شجاعت و عبادت و عدالت و صداقت، طہارت و سخاوت اور تقویٰ میں حضرت علیؑ سے حضرت ابوبکر یا کوئی اور صحابی افضل ہوتے تو غدیر خم میں آنحضرتؐ اسکی خلافت و ولایت کا اعلان کرتے۔ مگر ایک لاکھ سے زائد صحابہ میں صرف حضرت علیؑ کی جانشینی کا اعلان فرمایا۔ آپ جانتے تھے کہ یہ لوگ حضرت علیؑ کو خلیفہ نہ ہونے دیں گے اس لئے سوچا کہ پائے تخت ان لوگوں کے وجود سے خالی ہو جائے تاکہ اسلام تخریبی کاروائیوں سے محفوظ رہے اور حضرت علیؑ کفن و دفن سے فرصت پاکر اطمینان سے خلافت کا کام سنبھال لیں۔ اس لئے حضورؐ نے ماہ صفر ۱۱ھ میں ——روم کی طرف حضرت اُسامہ کو اس کے باپ زید کا قصاص لینے کے لئے فوج (صحابہ) کو لے جانے کا حکم دیا اور خصوصیت سے حضرت ابوبکر اور عمر وغیرہ کو تاکید فرمائی کہ ضرور جاؤ حضرت علیؑ اور چند بنی ہاشم کو روک لیا۔ حضرت اُسامہ کی عمر اٹھارہ سال تھی بعض کو ناگوار ہوا کہ کم سن کو ہم پر سردار بنایا گیا ہے۔ جب یہ خبر رسالت مآبؐ کو پہنچی تو آپ کو رنج ہوا اور غصہ بھی آیا۔ باوجود شدت بخار کے عصائے ٹیکتے ہوئے گھر سے نکلے اور منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا گو اُسامہ کم سن ہے مگر تم سے بہتر ہے۔ اس لئے سردار بنایا گیا ہے۔ سب لوگ فوراً روانہ ہو جائیں آنحضرت کا مرض سخت ہو گیا۔ وہ لوگ نہ گئے [1] کیونکہ چلے جانے سے اُنکے آئندہ کے مقاصد ناکام ہوتے تھے۔

---

[1] بخاری ج ۳ ص ۶۷۔ مشکوٰۃ ج ۳ ص ۲۵۲۔ ازالۃ الخفاء۔ ترمذی ج ۲ ص ۲۰۶۔ الفاروق ص ۸۵۔ تاریخ طبری ج ۱ ص ۵۴۸۔ مسلم ج ۶ ص ۱۱۳۔ مدارج النبوت ج ۲ ص ۲۰۹

مسلمان اس آخری واقعہ ہی سے سبق لیں کہ رسولخداؐ کے نزدیک اصحاب ثلاثہ حضرت اسامہ سے بہتر نہیں۔ چہ جائیکہ ان کو امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب پر فوقیت دی جاتے۔

حدیث قرطاس

رسولخداؐ نے حضرت علی کو اپنا جانشین بنانے کے لئے چاہا کہ ایک کوشش اور کرلوں تاکہ مسلمان گمراہ نہ ہوں۔ اس لیئے وصیت نامہ لکھوا کر اپنی مہر کر دوں جس کی موجودگی میں حضرت علی کے لئے مشکلات پیدا نہ ہوں۔ لہذا آپ نے کاغذ اور قلم دوات طلب فرمائی اور فرمایا کہ "میں تمہارے لیئے ایسی چیز لکھ دونگا کہ تم آئندہ گمراہ نہیں ہوگے۔ مگر جو لوگ حصول خلافت کی تدبیروں میں لگے ہوئے تھے یہ سب موجود تھے۔ یہ موقعہ ان سب کے لئے بے حد نازک تھا اختلاف رائے کا آغاز ہوگیا۔ بعض نے کہا ہرگز نہیں دینا چاہیئے۔ حضرت عمر نے تو یہاں تک کہہ دیا "بخار کی شدت سے آپ پر معاذاللہ ہذیان (بیہودہ گفتن) کی حالت طاری ہے اور ہمارے لیئے قرآن کافی ہے" اس شوروغل اور ہنگامہ آرائی میں آنحضرتؐ کی آواز دب کر رہ گئی۔ آپ نے تیور بدلے اور اپنے پاس سے نکال دیا[1] لہذا رسالتمآبؐ کے پاس سے نکل جانے کا حکم قیامت تک باقی رہ گیا۔

تعجب انگیز بات تو یہ ہے کہ نہ خود حضرت ابوبکر وعمر نے آنحضرتؐ کی وفات سے ایک آدھ دن پہلے آپؐ سے خلافت کا فیصلہ کروایا اور جب امت کے غمخوار نے بستر مرگ پر امت کو گمراہی سے بچانے والا فیصلہ تحریر کرنے کے لئے

---

[1] مسلم ج۲ ص۳۹ ۔ مشکوٰۃ ج۳ ص۲۰۳ ۔ الفاروق ص۷۶ ۔ مدارج النبوت ج۲ ص۱۲

قلم دوات مانگی تو دینے سے انکار کر دیا۔ پہلے لشکر اسامہ کے ساتھ جانے سے انکار اور اب قلم دوات نہ دینے سے ان کے اس منصوبے کا اظہار اُس وقت ہو جاتا ہے کہ جب میت رسولؐ کو بے گور و کفن چھوڑ کر حصول اقتدار کے لئے سقیفہ میں اکٹھے ہو گئے۔

پیغمبر اسلامؐ "حدیث ثقلین" کے ذریعے مسلمانوں کو قرآن اور اہلبیتؑ دونوں کا دامن مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیتے ہیں تاکہ بعد میں گمراہ نہ ہوں[1] مگر حضرت عمر نے آپؐ کی موجودگی (سامنے) میں اہلبیت کی نفی کر دی اور اکیلا قرآن کافی کہتے ہیں۔ یہ سن کر آپؐ کو کتنا دکھ ہوا ہوگا۔

ہر حال اگر قلم دوات مل جاتی اور تحریر کے مطابق عمل ہوتا تو امت گمراہی اور تفرقے سے بچ جاتی۔

اب غور طلب یہ امر ہے کہ خداوند عالم نے رسول اللہؐ کی نافرمانی کرنے والوں کے لئے قرآن مجید میں کیا ارشاد فرمایا ہے :-

(۱) اے ایمان والو جس وقت رسول تم کو ایسے کام کی طرف بلائیں جس میں تمہاری زندگی ہے تو اللہ کا اور اس کے رسول کا حکم مان لو اور نافرمانی نہ کرو۔

(سورہ الانفال آیت ۲۴)

(۲) پھر اُس وقت کیا حالت ہوگی جب ہم ہر گروہ کو اُس کے گواہ کے ساتھ بلائیں گے اور (اے محمدؐ) تم کو ان سب پر گواہ کر کے بلائیں گے اُس دن وہ لوگ جو کافر ہو گئے تھے اور رسول کی نافرمانی کیا کرتے تھے آرزو کریں گے کہ کاش وہ پیوند زمین ہو جاتے بجا بلکہ کوئی بات اللہ سے چھپا نہ سکیں گے۔ (النساء آیہ ۴۲)

(۳) تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے تا وقتیکہ اپنے باہمی جھگڑے میں تم کو

---

[1] مشکوٰۃ ج ۳ ص ۲۵۳

حاکم تر بنا دیں اور پھر جو کچھ تم حکم دو اُسے برا نہ مانیں بلکہ خوشی خوشی قبول کرلیں۔ (سورہ النساء آیت ۶۵)

(۵) بالتحقیق جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ اللہ نے ان پر دنیا و آخرت میں لعنت کی ہے۔ (سورہ احزاب آیت ۵۷)

وفاتِ پیغمبرِ اسلام

حضرت ابوبکر و عمر کو اس تحقیقی دور میں بھی نبی کریمؐ کے عشق و محبت کا دعویدار اور اعلان اسلام کا مہر و ماہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ جو رسالتمآب کے انتقال فرماتے ہی چند خود غرض، اقتدار کے خواہش مند، مکہ کے نو مسلم علیؑ سے عداوت رکھنے والے جنکے اکثر رشتہ داروں کو اسلامی جنگوں میں حضرت علیؑ نے قتل کیا تھا کے ساتھ جنازہ رسولؐ چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر تھا۔ اپنے طے شدہ منصوبے (خلافت) کو عملی جامعہ پہنانے کیلئے چلے گئے ؎ خاندان یا محلہ کا کوئی عام آدمی مرجاتا ہے تو لوگ اپنا کام چھوڑ کر جنازہ میں شریک ہوتے ہیں اور اگر کسی ملک کا سربراہ یا کسی کا مرشد یعنی جس کی بیعت کی ہو وہ مرجائے تو میلوں سفر طے کر کے جنازہ میں شریک ہوتے ہیں لیکن افسوس امت کا ناخدا، اسلام کا تاجدار خاتم المرسلین، امت کے درمیان بے گور و کفن پڑا تھا۔ ان لوگوں کو تجہیز و تکفین کا خیال بھی نہ آیا۔ حضور دو عالم کی میت کو چھوڑ کر دنیا پرستی اختیار کرلی غلط کام بہر حال غلط ہی ہوتا ہے خواہ وہ کسی سے سرزد ہوا ہو۔ ایسے سخن سازیوں سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا نہ عدل و انصاف کا تقاضہ ہے اور نہ دین و مذہب کا مطالبہ کہ کسی کی غلطی کو غلطی نہ کہا جائے۔

؎ الفاروق، الامامت والسیاست

مخالفین اُن کی صفائی کے لئے یہ جواز پیش کرتے ہیں کہ یہ نازک مسئلہ تھا فوری حل ہونا ضروری تھا کیونکہ مدینہ منورہ منافقوں سے بھرا پڑا تھا۔

میں اُن سے سوال کرتا ہوں کہ رسالتمآب نے غدیرخم کے خطبہ میں بتادیا تھا۔ کہ میں اس دنیا سے دوسرے عالم جانے والا ہوں اور اس کے بعد بستر مرض پر بھی کم از کم ۱۳ دن رہے۔ اُنکی وفات کے فوراً بعد اقتدار کے لئے جنگ کرنے کی بجائے ایک آدھ دن پہلے اس نازک مسئلہ کا خود آنحضرتؐ ہی سے فیصلہ کیوں نہ کروالیا۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا اور رسولؐ نے متعدد مواقع پر اس فیصلہ کا اعلان کردیا تھا۔ جن کا ذکر گذشتہ صفحات پر کیا جاچکا ہے۔ مگر اُن کو یہ فیصلہ منظور نہ تھا۔ اس لئے تو قرآن و احادیث کو پس پشت ڈال کر اجماع سے کام لیا۔ ورنہ حضرت ابوبکر۔ عمر، علی، معاویہ اور سب کو تو یاد رہے کہ میرے بعد فلاں جانشین ہوگا۔ صرف محمد مصطفےٰؐ پر ہی نہیں بلکہ معاذ اللہ خداوندکریم پر یہ سب سے بڑا الزام ہے کہ نبی کریم نے جانشین مقرر نہیں فرمایا جبکہ حضرت آدمؑ سے لے کر رسول اللہ تک تمام انبیاءؑ کے جانشین خود خداوندکریم نے بذریعہ انبیاء مقرر فرمائے مثلاً حضرت آدمؑ نے شیثؑ کو، نوحؑ نے سامؑ کو، ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ کو۔ حضرت موسیٰؑ نے نبی ہونے کے باوجود ہارونؑ کے لئے درخواست کی جو منظور کرلی گئی۔ داؤدؑ نے سلیمانؑ کو یعقوبؑ نے یوسفؑ کو مقرر فرمایا ہے۔ ثبوت پ ۱۳ میں حضرت طالوت کو خود خدا نے مقرر فرمایا۔ ویسے یہ قدرتی امر بھی ہے کہ دنیا میں ہر انسان جس منصب پر فائز ہے۔ اپنے جانے سے پہلے وہ منصب کسی دوسرے کے سپرد کرکے جاتا ہے۔ مثلاً کسی ملک کا سربراہ جب کبھی ملک سے باہر جائے گا تو لازمی ملک کی باگ ڈور مناسب آدمی کے ہاتھوں دے کر جائے گا۔ اسی طرح آفس انچارج، سکول ماسٹر یا بازار کا مالی وغیرہ۔ لہذا یہ تسلیم کرنا پڑیگا۔

کہ آنحضرتؐ نے بھی اپنا جانشین بحکم خدا خود مقرر فرمایا۔ اسلام کا ہر مسئلہ
یعنی توحید۔ نبوت۔ قیامت۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ کو عملی طور پر سمجھانے
کے علاوہ چور، شرابی، زانی کی سزائیں اور حقوق اللہ، حقوق العباد بتائے مگر
اتنی محنت و کاوش کے بعد امت کو لاوارث چھوڑ دیا۔ صاحبِ عقل اور منصف
مزاج لوگ یہ بات کبھی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اس مقام پر سنی حضرات
کہتے ہیں کہ اگر خدا و رسول نے حضرت علیؑ کو خلیفہ مقرر کیا تھا تو کیا خدا مجبور تھا۔
کہ اس کی مرضی کے خلاف حضرت ابوبکر خلافت پر قابض ہو گئے۔ اُن سے میں کہنا
چاہتا ہوں کہ کیا اُس وقت خدا مجبور تھا جبکہ

۱۔ ابلیس نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔
۲۔ نمرود اور فرعون خود خدا بن کر خدا کی خدائی میں مدتوں حکومت کرتے رہے۔
۳۔ حضرت ہارونؑ کی موجودگی میں خود ساختہ بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔
۴۔ لاکھوں مشرک، کافر خدا کی خدائی میں موجود ہیں۔ کیا خدا اُن پر قادر نہیں
کہ حضرت آدمؑ سے اب تک تمام لوگ صراط مستقیم پر ہوتے۔

اللہ تعالےٰ بالکل مجبور نہیں بلکہ قادر مطلق ہے۔ یہ زندگانی دنیا ایک
آزمائش یعنی امتحان گاہ ہے۔ جزا و سزا کے دن فیصلہ ہوگا۔ ارشاد باری ہے
وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ
الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ ط (بنی اسرائیل آیت ۶۰)

ترجمہ: وہ خواب جو ہم نے تم کو دکھایا ہے اس کو ہم نے مقرر نہیں
کیا۔ مگر کل آدمیوں کے لئے آزمائش اور قرآن مجید میں ایک
لعنتی درخت (یعنی نسل) ہے۔

کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک دن جناب رسولِ خدا

صبح کے وقت بہت ہی رنجیدہ نظر آئے حضرت علیؑ نے اسکی وجہ دریافت کی تو ارشاد ہوا۔ ایسا کیوں کر نہ ہو حالانکہ آج ہی رات خواب میں یہ دیکھا ہے کہ بنی تمیم، بنی عدی۔ بنی امیہ میرے اس منبر پر چڑھتے ہیں اور لوگوں کو دین اسلام سے برگشتہ کر کے مرتد بنا رہے ہیں۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت علیؑ اور بیعت

سقیفہ بنی ساعدہ میں چند انصار اور مہاجرین کے درمیان خلیفہ کے چناؤ کے لئے کافی جھگڑے کے بعد حضرت ابوبکر نے مشورہ دیا کہ ابوعبیدہ یا عمر میں سے کسی ایک کی بیعت کر لو۔ لیکن حضرت عمر نے کہا کہ خلافت کا آپ سے زیادہ کوئی مستحق نہیں ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں جب ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت عمر بیعت کر چکے تو وہاں موجود چند لوگوں نے بیعت کی مگر کئی لوگوں سے زبردستی بیعت لی گئی اور چند کو تشدد سے دبا دیا گیا۔ اس طرح حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا گیا۔ یہ ان کا ذاتی فعل تھا۔ اسے خدا کی طرف منسوب کرنا کہ خدا نے انکو خلیفہ مقرر کیا ہے غلط ہے۔ کیونکہ انسان فاعل خود مختار ہے۔ اور پھر حضرت عمر خود فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کی بیعت اچانک ہو گئی تھی۔

یہ بنیاد ہے اہل سنت والجماعت کی جسے ہر صاحب بصیرت شخص عادلانہ جائزہ سے کہ جس عقیدہ کی بنیاد ہی قرآن و سنت کو چھوڑ کر اجماع (الیکشن) پہ ہو۔ وہ آئندہ قرآن و سنت پہ کیا عمل کریں گے۔ جبکہ سورہ القصص آیت ۶۸ میں بصراحت موجود ہے کہ نبی کا خلیفہ یا جانشین بنانے کا حق صرف خداوند کریم کو حاصل ہے۔

بہر حال صحابہ نے سقیفہ بنی ساعدہ سے واپس آکر حضرت علیؑ سے سوال کیا کہ آپ نے دفنِ رسول اللہؐ کا ہماری واپسی تک انتظار کیوں نہیں کیا۔ حضرت علی نے فرمایا کہ رسول اللہؐ بمقام غدیر خم مجھے خلیفہ مقرر کر چکے تھے۔ آپ کس جواز سے وہاں گئے اور کس اصول سے مسئلہ خلافت کو زیر بحث لائے اور کیا وجہ تھی کہ میں لاشِ رسولؐ کو بے گور و کفن چھوڑ کر حکومت و اقتدار کی فکر میں لگ جاتا۔

پھر آپ سے بیعت کا مطالبہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا، خلافت کا وارث میں ہوں۔ میں تمہاری بیعت نہیں کروں گا۔ تم کو میری بیعت کرنا چاہیئے۔ تم نے انصار سے خلافت کو رسول اللہ کا قرابت دار بتلا کر حاصل کیا ہے۔ یہی دلیل میں تمہارے اوپر پیش کرتا ہوں کیونکہ میں رسول اللہ کی زندگی اور موت میں سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں۔ انصاف سے کام لو اگر تم مومن ہو۔ ورنہ ظلم کے انجام کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تم نے خلافت کو ہم سے غصب کیا ہے۔ عمر نے کہا جب تک آپ ابوبکر کی بیعت نہیں کریں گے۔ اُس وقت تک ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے حضرت علیؑ نے فرمایا آج تم خلافت کو ابوبکر کے لیے پکا کر دو تاکہ کل وہ تجھے لوٹا دے۔ خدا کی قسم اے عمر میں تمہاری بات ہرگز قبول نہیں کروں گا۔ اور نہ ہی ابوبکر کی بیعت کروں گا۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ اگر آپ بیعت نہیں کرتے تو میں آپکو مجبور نہیں کروں گا۔ مگر حضرت عمر نے شدید اصرار کیا۔ مورخین کا اتفاق ہے کہ حضرت فاطمہؑ کا گھر جلانے اور حضرت علی کو قتل کر دینے کی دھمکیاں بھی دیں[1]۔ لیکن امیر المومنین علیؑ نے گوشہ نشینی اختیار کرلی۔

بیعت نہ کرنے کا واضح ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ حضرت عمر کی قائم کردہ

---

[1] حوالہ کیلئے دیکھیں اہلسنت والجماعت کے معتبر عالم مسلم بن قتیبہ متوفی ۲۷۶ھ کی کتاب الامامۃ والسیاست

شوریٰ کے وقت حضرت علیؑ نے سیرت شیخین (حضرت ابوبکر و عمر) پر عمل کرنے کی شرط کو نامنظور کر کے اقتدار کو ٹھوکر لگا دی جس کی وجہ سے حکومت حضرت عثمان کو مل گئی۔ اگر حضرت علی نے حضرت ابوبکر و عمر کی بیعت کر لی ہوتی تو ان کی سیرت پر عمل کرنے سے انکار نہ کرتے۔ پھر حضرت علی چشمہ ولایت ہیں جن کی اطاعت صحابہ پر واجب تھی امام حسینؑ نے یزید پلید کی بیعت کرنے کی بجائے میدان کربلا میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ جام شہادت پی کر ثابت کر دیا کہ معصوم کبھی غیر معصوم کی نہ تو بیعت کر سکتا ہے اور نہ پیچھے اقتدار میں نماز پڑھ سکتا ہے۔

حضرت علیؑ نے تلوار کیوں نہ اٹھائی

رسولخداؐ کو آنے والے تمام واقعات کا علم تھا۔ جسے وہ سب پر ظاہر کر رہے تھے۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

میرے بعد کافی اختلافات شروع ہو جائیں گے، فاطمہؑ تو مجھے سب سے پہلے آملے گی۔ علیؑ تیری داڑھی خون سے رنگی جائے گی، معاویہ تو بادشاہ بنے گا۔ عمار یاسر تجھے باغی گروہ قتل کرے گا جسؑ کے ذریعے دو مسلمان گروہوں کے درمیان صلح ہو گی۔

حسنؑ تجھے زہر دیا جائے گا۔ میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی جس میں ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ میرے بعد بارہ امیر ہونگے جو گیارہ اولاد فاطمہؑ سے ہونگے ظہور امام مہدیؑ نزول حضرت عیسیٰؑ اور دجال کا آنا وغیرہ

۱۔ اسی لئے آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو آخری وصیت فرمائی کہ "اے علیؑ تمہیں میرے بعد سخت اذیتیں پہنچیں گی۔ تم صبر کرنا اور دیکھو جب اہل دنیا، دنیا پرستی کریں تو تم دین اختیار کئے رہنا[۱]۔ چنانچہ حضرت علیؑ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

---

[۱] مدارج النبوت ج ۲ صہ ۵۱۱ ۔ تاریخ طبری ج ۳ صہ ۹۰۳

"خدا کی قسم میں نے اس وقت کا زیادہ خیال رکھا کہ رسول خدا نے مجھ سے عہد خاموشی وصبر سے لیا"[۱] پس آپ نے حکم رسولخدا بجالاتے ہوئے تکالیف اٹھائی۔ نہج البلاغہ میں آپ کا خطبہ شقشقیہ ملاحظہ ہو۔

۲۔ آپ کا یہ سب سے بڑا اجہاد ہے کہ قوت اور طاقت ہوتے ہوئے بھی اُن کی حرکات سے چشم پوشی کی تاکہ کہیں رسولخدا سے وعدہ خلافی نہ ہونے پائے۔

۳۔ جس طرح حضرت ہارون خودساختہ گوسالہ پرستی کو نہ روک سکے اور صبر کیا اسی طرح حضرت علیؑ خودساختہ خلافت کو نہ روک سکے اور صبر کیا۔

۴۔ ابتداء عمر سے تا حیات پیغمبرؐ حضرت علی نے آنحضرتؐ کے ساتھ مل کر اسلام کو پروان چڑھایا تھا۔ علیؑ نے اسلام کے لیئے کبھی اپنی جان کی پرواہ نہیں کی تھی۔ بھلا یہ کیونکہ ممکن تھا کہ آنحضرتؐ کی محنت اور اپنی مشقت کو اپنے لئے تباہ وبرباد کر دیتے۔ کیونکہ اسلام کا پودا ابھی تازہ اور نازک تھا۔

خلافت ملوکیت کے دائرہ میں

ہماری اب تک کی تحریر سے ثابت ہے کہ دین اسلام کی بنیادیں آنحضرتؐ کی وفات کے فوراً بعد ہی ہلادی گئیں۔ خلافت منہاج نبوت سے ہٹ کر ملوکیت کے دائرہ میں داخل ہوگئی۔ لہذا حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان کی حکومتیں قانون الہٰی کے مطابق نہ تھیں۔ انہوں نے اسلام کی بجائے فتوحات کے ذریعے اپنی حکومتوں کو چمکایا۔ احکام خدا اور رسول میں تبدیلیاں کیں اور بعض کو بالکل منسوخ ہی کر دیا گیا۔ اس کی کچھ تفصیل علامہ شبلی نعمانی صاحب نے اپنی کتاب الفاروق میں درج کی ہے یہی وجہ ہے کہ آج

---

[۱] اعثم کوفی

مسلمان دین کے کسی ایک مسئلہ پر بھی متفق نہیں۔ دوسرے انہوں نے حسب ذیل امور کی بنیاد رکھ دی۔

۱۔ مسلمانوں کے درمیان اقتدار کی جنگ اور آپس میں قتل و غارت (۲) جنگ جمل و صفین و کربلا (۳) مسلمانوں کے درمیان فرقہ بندی اگر احکام الٰہی کے مطابق آنحضرتؐ کی وفات کے فوراً بعد حضرت علی کی دنیاوی حکومت بھی قائم ہو جاتی تو مندرجہ بالا واقعات کبھی پیش نہ آتے۔ نزول قرآن کے مطابق صحیح ترتیب اور تفسیر ہوتی۔ صحیح واقعات اور روایات پر عمل ہوتا۔ امت مسلمہ میں وحدت برقرار رہتی مگر حضرت علیؑ کے اپنے دور والے قتل عثمان والے فتنے ان کے ساتھ ملے تھے۔

بہر حال رسالتمآبؐ کی وفات کے فوراً بعد قیادت دو حصوں میں تقسیم ہو گی۔ دنیاوی قیادت مخصوص طریقہ کار جس کا ذکر ہو چکا ہے حضرت ابوبکر نے سنبھال لی۔ جس کو جمہوریت کا نام دے دیا گیا۔ اور انکے ماننے والے سنی کہلائے۔ دینی قیادت حضرت علی کو حاصل تھی کیونکہ یہ عہدہ جمہوری طرز عمل سے نہیں ملا کرتا۔ بلکہ یہ خدائی عہدہ ہے جس کو چاہے دیتا ہے۔ انکے حامی شیعہ امامیہ کہلائے۔

امیر معاویہ نے صحابی رسولؐ حجر بن عدی اور اس کے گیارہ ساتھیوں (صحابہ) کو صرف اس جرم میں بڑی بے دردی سے قتل کروا دیا کہ ان کا دعویٰ تھا کہ "خلافت علی ابن ابی طالب کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں"[۱]

شکِ خلافت

خود حضرت ابوبکر فرماتے ہیں کہ مجھے شک رہا کہ خلافت کس کا حق ہے

---

[۱] تاریخ طبری ۔ خلافت و ملوکیت

میراث بھتیجی کو پہنچ سکتی ہے۔ کلالہ کسے کیا معنی ہیں۔ انہیں افسوس رہا کہ فاطمہؑ کے دروازے کو نہ کھلواتا۔ اگرچہ لوگ اس کو جنگ کے واسطے بند کئے ہوئے تھے۔ فجاسلمی کو آگ میں نہ جلواتا۔ خلیفہ نہ بنتا۔ کیونکہ معصوم نہیں ہوں۔ اور شیطان مجھ پر بھی مسلط رہتا ہے[1]۔ ثابت ہوا حضرت ابوبکر خلافِ قرآن وحدیث خلافت پر قابض ہوگئے۔ اور پھر جانشین رسول کا معصوم ہونا اس لئے ضروری ہے کہ رسولِ خدا خود معصوم تھے۔ چونکہ حضرت ابوبکر خود تسلیم کرتے ہیں کہ "میں معصوم نہیں اور شیطان مجھ پر بھی مسلط رہتا ہے۔ اسلئے مسلمانوں کا ایک گروہ بالکل ہی عصمت کا منکر ہے۔ جبکہ آل محمدؐ (پنجتن پاکؑ آئمہ) جن کے لئے نماز میں بھی درود واجب ہے کیلئے نص قطعی عصمت وطہارت موجود ہے۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطہیرا ہ (سورہ احزاب) "رجس" ہر قسم کی گندگی۔ گناہ نجاست اور جھوٹ کو کہتے ہیں۔ جن سے اللہ تعالےٰ نے ان کو پاک وپاکیزہ رکھا۔ " بادشاہِ کلبۂ ایوان او یک حسام ویک زرہ سامان او "

انسانی ڈھانچہ

انسانی ڈھانچہ دو چیزوں پر مشتمل ہے ایک جسم دوسرے روح۔ جب روح (قبض) ہوجاتی ہے تو جسم مٹی میں دفن کردیا جاتا ہے۔ اس مادی وفانی جسم کیلئے آپ بازار سے غذا مثلاً گندم۔ آٹا۔ سبزی۔ فروٹ اور کپڑا وغیرہ بڑی تحقیق اور دیکھ بھال کر کے لیتے ہیں مگر روح جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے کی غذا کے لئے بالکل تحقیق اور کوشش نہیں کی جاتی بلکہ تقلید گذشتگان یعنی باپ دادا کے عقیدہ پر ہی قائم

---

[1] تاریخ الخلفاء۔ الامامت والسیاست، صواعق محرقہ

رہتے ہیں۔ اگرچہ راہ حق کتنا ہی واضح اور صاف ہو جائے اولاً خود اپنی قلبی اور اخلاقی کمزوری اجازت نہیں دیتی کہ خداوند عالم کی خوشنودی کے لئے اپنا آبائی عقیدہ ترک کیا جائے اور اگر کوئی ایسا قوی القلب شخص ترک کر بھی دے تو اسے اپنے کنبہ و قبیلہ کا خیال ہوتا ہے۔ حالانکہ بروز قیامت سوائے روح کی غذا یعنی اعمال صالح کے کوئی کام نہیں آئیں گے بلکہ وہاں تو نفسا نفسی ہوگی۔ اعمال کے صحیح ہونے کا دارومدار عقیدے پر ہوتا ہے۔ اگر عقیدہ درست ہے تو اعمال بھی اللہ تعالےٰ کے حضور شرف قبولیت حاصل کرتے ہیں۔ ورنہ تمام اعمال (نماز۔ روزہ۔ حج، زکوٰۃ) وغیرہ سب اکارت (ضائع) جائیں گے۔ لہٰذا جیسے فانی جسم کی حفاظت کے لئے دن رات محنت و کاوش کرتے ہیں۔ ویسے ہی عقیدہ درست کرنے کے لئے محنت کریں اور پھر روح کی غذا کے لئے اعمال بجا لائیں تو انشاء اللہ دنیا سے کامیاب جائیں گے۔

روح کیا ہے؟ ارشادِ خداوندی ہے " روح اللہ تعالےٰ کے امروں میں سے ایک امر ہے"۔ لہٰذا اولی الامر وہی ہوگا جو روحوں پر حاکم ہو۔

روح کی غذا کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء رسول اور امام بھیجے جن میں ختم نبوت کے بعد بارہ ائمہ حضرت علیؑ تا حجت حق امام مہدیؑ ہیں یہ سب رسول اللہؐ کی رسالت جو منصب الٰہی ہے اُسکے نائب اور اولی الامر ہیں۔ جبکہ دنیاوی بادشاہ، صدر، وزیر اعظم وغیرہ سب فانی جسم کے حکمران ہیں۔ کیونکہ یہ جسم کی پرورش کے لئے دنیاوی اشیاء مہیا کرنے کے ذمہ دار ہیں ان کی لوگوں کے دلوں (روحوں) پر حکومت نہیں ہوتی۔

انسانی ڈھانچے کی طرح یہ پوری کائنات ایک جسم ہے جس میں محمدؐ و آل محمدؐ روح کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یعنی کائنات میں زندگی ان ہی کی وجہ سے قائم ہے جب آل محمدؐ کی آخری فرد القائم آخر زمان (اولی الامر) امام مہدی اس دنیا میں ظہور فرمانے کے بعد واپس چلے جائیں گے تو پوری کائنات ایک مردہ جسم کی طرح ہو جائیگی یعنی قیامت آجائے گی۔

کیا اسلام کرسی کا مذہب ہے

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسلام نظریاتی مذہب ہے یا کرسی کا مذہب ہے؟ جن لوگوں نے اسلام کو کرسی کا مذہب قرار دیا انہوں نے آنحضرتؐ کی حکمرانی حیثیت کو ملحوظ رکھا نہ کہ نبوت کی حیثیت کو۔ لہٰذا ہر کرسیِ اقتدار پر قابض ہونے والوں کو آنحضرتؐ کا صحیح خلیفہ۔ جانشین قرار دیا۔ اور جس طریقہ کار سے کرسی اقتدار پر قابض ہوا اُسی کو اسلامی طریقہ کار تصور کر لیا۔ مثلاً حضرت ابوبکر کو سقیفہ میں چند صحابہ نے منتخب کیا۔ اور ان کی بجائے اگر کوئی اور خلافت پر قابض ہو جاتا تو اہلسنت اُسی کو حق تسلیم کر لیتے۔ حضرت عمر کو خود حضرت ابوبکر نے نامزد کیا۔ حضرت عثمان اُن چھ آدمیوں میں تھے جن کو حضرت عمر نے نامزد کیا تھا۔ حضرت علیؑ کے در پر خود لوگ آ گئے۔ معاویہ نے غلبہ کے ذریعے تخت حاصل کیا۔ جبکہ یزید کے لئے معاویہ نے لوگوں سے پہلے ہی بیعت لے لی تھی وغیرہ۔ چنانچہ شرح فقہ اکبر میں یزید بن عبدالملک تک سب کو رسولِ خداؐ کے بارہ خلیفے قرار دیا ہے۔ اور انہی پر رسول اللہؐ کے بارہ خلیفوں والی حدیث کو منطبق کیا ہے۔

اجماع۔ دھاندلی یا زورِ تلوار سے کرسیِ اقتدار پر تو قبضہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ان ذرائع کا خلافت (امامت) حقّہ سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ شیعہ عقیدہ کی رو سے اسلام کرسی کا مذہب نہیں۔ بلکہ ایک نظریاتی مذہب ہے۔ لہٰذا رسول اللہؐ کے بعد کرسی خلافت کا اہل وہی ہو سکتا ہے جسے خدا و رسولؐ خود مقرر فرمائیں۔ جو لوگوں کی روحانی تربیت کرے اور منصب رسالت کے طریقہ کو صحیح طور پر چلا سکے۔ دوسرے آنحضرتؐ کے بعد تمام صفات

مثلاً علم وحکمت، شجاعت وعبادت اور تقویٰ میں پوری امت سے افضل اور معصوم ہو۔ وہ حضرت علیؑ کے سوا اور کوئی ہو نہیں سکتا جیسا کہ ثابت ہے۔

مذہب اہلسنت والجماعت

اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے عمل کو اپنانا سنت اور سیرت شیخین پر عمل کرنا والجماعت کہلاتا ہے۔ جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے کہ حضرت علیؑ نے سیرت شیخین پر عمل کرنے کو ٹھکرادیا تھا۔ اس لئے حکومت حضرت عثمان کو دے دی گئی پچیسویں ربیع الاول ۴۱ھ کو امیر معاویہ بن ابوسفیان پوری طرح تخت حکومت پر قابض ہوگیا تو اکثر لوگوں نے اسکی بیعت کرلی اس سال کا نام سنت الجماعت رکھا گیا۔[1]

ابوسفیان یعنی امیر معاویہ کا والد اور یزید کا دادا۔ ہجرت سے قبل اور بعد میں جنگ بدر اور احد کے موقعہ پر آنحضرتؐ کو قتل کرنے کے درپے اور اسلام کو ختم کرنے والے کفار کا سرغنہ تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ کی مدد اور حضرت علیؑ کی خداداد شجاعت نے اس کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیئے۔ صرف جنگ بدر میں حضرت علیؑ نے معاویہ کے نانا عتبہ چچا شیبہ، ماموں ولید اور بھائی حنظلہ کو قتل کیا۔ فتح خیبر نے جہاں یہودیوں کی طاقت ختم کردی تھی وہاں قریش کے حوصلے بھی پست کر دیئے تھے۔ اس ماہ رمضان ۸ھ مطابق یکم جنوری سنہ ۶۳۰ء کو جب مکہ فتح ہوا تو خاندانِ ابوسفیان (معاویہ) قتل کے خوف سے گھبرا کر مسلمانوں میں شامل ہوگیا۔

امیر معاویہ کو آنحضرتؐ کی وفات کے کچھ ہی عرصہ بعد شام کی گورنری ملی

[1] خلافت وملوکیت ص ۱۵۹ ۔ طبری ۔ تاریخ الخلفاء ۔ تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۵۵۸

اور ۴۱ھ میں ایسا اقتدار حاصل ہوا کہ کافر رہ کر کبھی حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ تقریباً ۴۰ سال ان عہدوں پر کام کیا جس میں ۲۰ سال بادشاہت کے بھی شامل ہیں[1]۔ صرف ڈھائی سال کے قلیل عرصہ آنحضرتؐ کی خدمت میں رہنے سے ان کو کیا معلوم کہ قرآن و اہلبیت اور اسلام کیا ہے۔ اور پاس بھی کیا رہتے تھے۔ کیونکہ آنحضرت مدینہ میں تشریف فرما تھے اور معاویہ کا زیادہ عرصہ مکہ میں گذرا۔ دکھ۔ درد تکلیف اور احساس اُسے ہوتا ہے جس نے اسلام پھیلانے کے لئے محنت اور قربانی دی ہو۔ دین اسلام کی بنیادی اشاعت پر روپیہ خرچ ہوا حضرت خدیجہؓ کا اور خاندان قربان ہو گیا حضرت ابو طالب کا مگر حضرت ابوبکر و عمر کے ذریعے بادشاہت مل گئی خاندان ابوسفیان کو جنہوں نے بعد میں دین (خاندانِ رسالت) سے چُن چُن کر اپنے خاندانی بدلے لئے۔

شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ　　دین است حسینؑ دین پناہ است حسینؑ
سر داد نہ داد دست در دست یزید　　حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ

طبرانی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریمؐ نے معاویہ بن ابوسفیان سے کہا کہ تمہارا کیا حال ہوگا۔ اگر خدا تم کو خلافت کا کرتہ پہنائے گا۔ اور ام حبیبہؓ نے کہا یا رسول اللہ میرا بھائی خلیفہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہاں مگر اس میں برائی ہی برائی ہے[2] پھر جنگ صفین میں صحابی رسول حضرت عمار یاسر کی شہادت نے نبی کریمؐ کی نص صریح کو متعین کر دیا کہ امیر معاویہ باغی گروہ کا سرغنہ تھا[3]۔ مسلمانوں میں بنیادی دو گروہ ہیں۔ ایک اہلسنت والجماعت اور دوسرے شیعہ۔ حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان اور علی کی خلافتِ راشدہ پر ایمان رکھنے والے سنی مسلمان اور ان چاروں خلفاء راشدین میں سے کسی ایک پر ایمان نہ رکھنے

---

[1] ازالۃ الخفاء۔ صواعق محرقہ۔ [2] مشکوٰۃ ج ۳ ص ۵۶ [3] خلافت و ملوکیت۔

والا اہلسنت والجماعت سے خارج۔ لہذا امیر معاویہ سُنی نہیں کیونکہ سنیوں کے چوتھے خلیفہ پر ایمان لانے کی بجائے اُن کے مدمقابل لڑتے رہے، وہ کس زمرہ میں آئیں گے۔ جبکہ آنحضرت نے فرمایا کہ منافق علیؑ کے بغض سے پہچانا جاتا ہے۔ پھر فرمایا "یا اللہ تو اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے تو اُس کو دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے"[1] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے منافق جہنم کے سب سے نچلے حصے میں ہونگے۔ (سورہ النساء)

امیر معاویہ کے تعارف و نسلی حالات و کردار کی آئینہ داری کے لئے یہ لکھنا کافی ہے کہ وہ اپنی دورِ حکومت میں امام حسن۔ عمار یاسر۔ مالک اشتر۔ حضرت عائشہ۔ محمد بن ابی بکر۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر۔ خالد بن ولید اور جنگ صفین میں ہزاروں مسلمانوں جن میں اصحاب رسولؐ بھی شامل تھے کے خون کا باعث ہوا۔ ان کے علاوہ ہزارہا محبان علی و اہلبیت کو قتل کروایا[2]۔ جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید سورہ النساء میں فرماتا ہے۔ اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر مار ڈالے، اُس کا بدلہ جہنم ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر خدا غضبناک ہوگا اور لعنت کرے گا۔

اللہ تعالیٰ عادل ہے اگر ان کے لئے سزا نہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ بے حساب گناہ کئے جائیں گے۔ اسلام میں پھر کسی کو بھی سزا نہیں ملے گی۔ زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ جو علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ سے جنگ کریگا میں اُن سے جنگ کروں گا۔ جو ان سے صلح کرے گا میں اُس سے صلح کرونگا[3]۔ (رسولؐ خدا نے ویسے بھی ان کو اپنا ٹکڑا (حصہ) قرار دیا ہوا ہے) اس حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ سے

---

[1] ترمذی ج ۲ [2] طبری ج ۶، خلافت و ملوکیت [3] ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۲۳۔ صواعق محرقہ ص ۱۸۴۔ مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۲۵۳۔

جن لوگوں نے جنگ کی یا دشمنی رکھی انہوں نے ان سے نہیں بلکہ رسولخداؐ سے جنگ کی اور جس نے رسولخداؐ سے جنگ کی وہ دائرہ اسلام سے خارج، یعنی کافر، مشرک یا مرتد ہوگا۔

اموی دورِ اقتدار میں باطل پرستی کو عام کرنے کے لیے امام حق حضرت علیؑ کے کردار پر پردے ڈالے گئے۔ امیر معاویہ نے ۴۱ھ میں حکم دیا کہ ممالک محروسہ کی تمام مسجدوں میں خطیب منبر پر بیٹھ کر حضرت علیؑ پر سب و شتم کریں۔ اولادِ علی اور محبانِ اہلبیت قتل کے خوف سے خون کے گھونٹ پی کر خاموش ہوجاتے یہ رسم ۹۹ھ تک یعنی تقریباً ۶۰ سال جاری رہی[1] ان دنوں جو بچہ پیدا ہوا۔ جوان ہوا اور ۶۰ سال عمر پاکر فوت ہوگیا۔ وہ اور اس کی اولاد علیؑ و اہلبیت کے مخالف پراپیگنڈہ میں پروان چڑھے اور زندگی گذار دے وہ اہلبیت کے مقام سے بے خبر ہی رہے گا۔ پشت بہ پشت امام حق حضرت علیؑ پر سب و شتم سننے والی امت کبھی بھی ان معصوم شخصیتوں کی معرفت حاصل نہ کر سکی۔ یہی وجہ ہے کہ آج انہیں مسلمانوں کی اولاد زیادہ ہے جو مدارج اہلبیت کو نظر انداز کرکے اپنے باپ دادا کے عقیدہ پر قائم ہیں اور اُسے ہی اپنے لئے سرمایہ افتخار سمجھتے ہیں۔

اسی دور میں مورخ اسلامی تاریخ کو مرتب کر رہے تھے۔ محدث احادیث نبویہ کو جمع کر رہے تھے۔ مفسر قرآنی تفاسیر کو عام کرنے کی فکر میں تھے۔ علماء اپنے نظریے کے مطابق احکام شریعت مرتب کر رہے تھے جو اکثر حاکم وقت کی منشاء کے مطابق لکھی جارہی تھی۔

---

[1] تاریخ الخلفاء ۔ خلافت و ملوکیت ص ۱۶۴ ۔ تاریخ طبری۔

ابوہریرہ ۷ھ فتح خیبر کے بعد مسلمان ہوئے اور سب سے زیادہ یعنی ۵۶۶۴ احادیث بیان کیں۔ عبداللہ ابن عمر، حضرت عائشہ اور حضرت علی انہیں جھوٹا مانتے تھے۔

امیر معاویہ نے ابوہریرہ اور عمرو ابن عاص وغیرہ کو جھوٹی روایات گھڑنے پر مامور کیا تھا۔ جن میں اکثر حضرت عائشہ سے منسوب کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ، جناب رسالتمآبؐ اور اہلبیت کی شان میں توہین آمیز احادیث جمع کیں جن کی وجہ سے غیر مسلموں کو رنگیلا رسول لکھنے کی جرأت ہوئی۔ صحیح بخاری آنحضرتؐ کی وفات کے دو سو سال بعد لکھی گئی۔ جبکہ نہج البلاغہ حضرت علیؑ کے خطبات کا مجموعہ ہے۔ جس میں مسئلہ خلافت پر آپ کا خطبہ شقشقیہ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

اہلسنت والجماعت اور شیعہ کا مختصر جائزہ

۱۔ اللہ تعالیٰ مجسم ہے اپنا پاؤں دوزخ میں رکھے گا۔ (مسلم ج ۶ ص ۱۹۱، بخاری ج ۲ ص ۳۴)

۲۔ رسول اللہ ہم جیسے بشر و امی ہیں۔ ۴۰ سال کی عمر میں نبوت ملی۔ سینہ چاک کر کے دل نکال کر سیاہی کو دھویا گیا۔ نور نہیں تھے۔ معراج جسمانی نہیں ہوئی۔ (بخاری ج ۱ ص ۳۲، مسلم ج ۱ ص ۳۱۶)

۳۔ اسلام کا جو مسئلہ قرآن میں نہ ملے حدیث سے حل کرو۔ جو حدیث میں نہ ملے اجماع سے اور جو اجماع سے بھی حل نہ ہو قیاس کر لو۔ مگر افسوس اسلام کا بنیادی مسئلہ خلافت کے لئے نہ قرآن پڑھا نہ حدیث رسولؐ اللہ پر عمل کیا بلکہ اجماع سے کام لیا۔

۴۔ نبیؐ کے جانشین کا معصوم ہونا ضروری نہیں ہے۔

۵۔ اسلام کے بنیادی ارکان پانچ، کلمہ طیبہ، نماز، زکوٰۃ، حج اور روزہ۔

۶۔ بارہ امیر۔ حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

معاویہ یزید۔ عبدالملک ولید سلیمان۔ عمر بن عبدالعزیز۔ یزید۔ ہشام اور ولید بن یزید بن عبدالملک۔ لیکن بعض کے نزدیک خلفاء راشدین کے بعد حسن معاویہ ابن زبیر۔ عمر بن عبدالعزیز۔ مہدی۔ طاہر عباسی اور باقی دو کا انتظار ہے۔ ان میں ایک امام مہدی ہیں۔ (تاریخ الخلفاء صہ ۹)

۷۔ فقہی مسائل۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی۔ امام احمد بن حنبل اور امام مالک کی طرف منسوب ہیں۔ اور یہ لوگ ان ہی کے مسائل فقہ پر عمل کرتے ہیں۔ جامع قرآن کمیٹی: زید بن ثابت (صدر) عبداللہ بن زبیر۔ عبدالرحمٰن بن حارث اور سعید بن العاص۔ ان میں سے کسی نے بھی حضرت علیؑ کی بیعت نہیں کی۔ وفات رسولؐ کے وقت صدر کی عمر ۱۱ سال اور باقی سب کی دس دس سال تھی۔ حضرت علی کا ترتیب وار لکھا ہوا قرآن مجید حکومت نے قبول نہ کیا۔ اور امت کو اس قیمتی خزانے

شیعہ اثنا عشری

۱۔ ہر مجسم شے کے لئے اجزاء کا ہونا ضروری ہے۔ خدا مرکب نہیں اور نہ ہی جسم۔ پاؤں وغیرہ رکھتا ہے۔ پڑھیں توحید صد

۲۔ رسول اللہ ہر گناہ سے پاک، معصوم اور پیدائشی طور نبوت پر مامور تھے آپ کی معراج جسمانی ہوئی۔ جس طرح حضرت موسیٰؑ کی دعا قال رب شرح لی صدری پر ان کا سینہ چاک کرنا ثابت نہیں، اسی طرح سورہ الم نشرح لک صدرک میں سردار انبیاء کا سینہ چاک کرنے والی روایت متصادم ہے لہذا یہ روایت غلط اور بے بنیاد ہے آنحضرت عالم نور میں نبی تھے آیت میثاق گواہ ہے۔

۳۔ قرآن مجید، حدیث رسولؐ اللہ اور ارشادات آئمہ اہلبیت معصومین تقل ہیں۔

۴۔ چونکہ نبی خود معصوم ہوتا ہے اس لئے جانشین کا معصوم ہونا بھی لازمی ہے۔

۵۔ اصول دین پانچ۔ توحید، عدل، نبوت۔ امامت۔ قیامت۔ ان پانچ بنیادی

ارکان پر عقیدہ رکھتے ہیں اور عمل کی منزل میں مندرجہ ذیل ارکان ہیں۔ (عبادات) - نماز - روزہ - حج - زکوۃ - خمس - جہاد - امر بالمعروف نہی عن المنکر - تولا - تبرا۔

۶ - بارہ امام حضرت علیؑ - امام حسنؑ - امام حسینؑ - امام زین العابدین - امام محمد باقر - امام جعفر صادقؑ - امام موسیٰؑ - امام علی رضا - امام محمد تقی - امام علی نقی - امام حسن عسکری امام مہدی آخر الزمان۔

۷ - سیدنا امام جعفر صادق ابن سیدنا امام محمد باقر۔ ابن سیدنا امام زین العابدین ابن سیدنا امام حسین ابن سیدنا امام علیؑ مرتضےٰ علیہم السلام اس طرح آپ کا شجرہ نصب بزرگ نسل طاہر انبیاء اور آئمہ معصومین سے ملتا ہے شیعہ آپؑ کی فقہ جعفریہ پہ عمل کرتے ہیں۔ آئمہ اہلبیت اطہار کی اطاعت ہر مسلمان کے واسطے واجب ہے۔

صحابہ کو سب و شتم کا نشانہ نہ بناؤ

وہ صحابہ جو سچے دل سے مسلمان رسول اللہ کے وفادار اور مرتے دم تک ایمان پر ثابت قدم رہے ہیں شیعہ لوگ ایسے صحابہ کو قابل تعظیم مانتے ہیں۔ قرآن مجید میں سورہ توبہ اور سورہ منافقون اور ثبوت ۱۱ میں سورہ ہود آیت ۱۴ کے علاوہ بہت سے مقامات پہ اللہ تعالےٰ نے منافقین کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً ترجمہ: جو لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھ گئے۔ ان کی توبہ ہرگز قبول نہ کی جائے گی اور اصلی گمراہ وہی ہیں۔ بے شک جو کافر ہو گئے اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے ان میں سے کوئی ایک اگر اتنا سونا بھی فدیہ میں دینا چاہے کہ پوری زمین بھر دے تو اس کا یہ فدیہ ہرگز نہ قبول کیا جائے گا۔ ان ہی کے لئے دردناک

عذاب ہے اور ان ہی کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ سورہ آل عمران آیت ۹۰ - ۹۱ -
اس کے علاوہ سورہ توبہ رکوع ۱۰ میں ارشاد باری ہے۔ ترجمہ: تم ان کے لئے
دعا مغفرت مانگو یا تم ان کے لئے دعا مغفرت نہ مانگو۔ اگر تم ان کے لئے
۷۰ مرتبہ بھی دعاء مغفرت مانگو گے تو بھی اللہ تعالےٰ ان کو ہرگز ہرگز نہ بخشے گا۔
یہ اس لئے کہ انہوں نے خدا اور رسولؐ کا انکار کیا ہے۔

ان ہر دو آیات کے مصداق لوگ صحابہ میں شامل ہو گئے تھے۔

ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ سے
آپ اپنے اصحاب میں بیٹھے فرماتے ہیں میں حوض کوثر پر تمہارا انتظار کرونگا
کون کون تم میں سے میرے پاس آویں گے۔ قسم خدا کی بعض کو میرے پاس آنے
سے روک دیا جائے گا میں کہونگا کہ اے رب یہ میرے صحابہ ہیں اور میری
امت کے لوگ ہیں پروردگار فرمائے گا تجھ کو معلوم نہیں انہوں نے جو کام کئے
تیرے بعد ہمیشہ پھرتے رہے دین سے۔ (مسلم شریف ج ۲ ص ۲۳۰

ارشاد باری تعالےٰ ہے! ترجمہ: اے ایمان لانے والو اللہ سے ڈرو
اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ کہ وہ اپنی رحمت کے دو حصے تم کو دے اور
تمہارے لئے ایسا نور قرار دے جس کی (روشنی) میں تم چلو گے اور تم کو بخش دیگا
اور خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ الحدید آیت ۲۸)

اس آیت میں صحابہ سے خطاب ہے کہ رسول اللہ کا حکم مان کر آل محمدؐ کی
اطاعت میں رہو تاکہ تم کو بخش دیا جائے۔ بہر حال علامہ شبلی نعمانی نے الفاروق
ص ۸۲ میں تحریر کیا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے وفات پائی تو مدینہ منورہ منافقین
سے بھرا پڑا تھا۔

لہٰذا یہ دیکھنا ہمارا فرض ہے کہ صحابہ میں سے کون کون اطاعت رسول پر

ثابت قدم رہے۔ اور کن صحابہ نے خدا اور رسول کی مرضی کے خلاف عمل کیا۔ اسلامی جنگیں۔ لشکر اُسامہ حدیث قرطاس۔ نصبِ خلافت۔ باغ فدک قتل عثمان۔ جنگ جمل وصفین اور کربلا ایسے واقعات ہیں۔ جن کا بغور عادلانہ جائزہ لینے سے ان حدیثوں کی قلعی کھل جاتی ہے۔ کہ جو اہلسنت حضرات میں یا بتحسین صحابہ کے بارے میں پائی جاتی ہیں۔ ان من گھڑت احادیث کا مقصد صرف یہ ہے کہ صحابہ نے اچھا کیا یا بُرا تنقید سے بالاتر اور لائق احترام ہیں کیا دنیا کا کوئی معاشرہ اس قسم کے آئین کو تسلیم کرتا ہے یا عقلاً ایسا جائز ہے۔ دونوں سے دوستی کا مطلب یہ ہوگا کہ مومن و منافق۔ ظالم و مظلوم۔ اچھے اور بُرے میں آپ کو امتیاز نہیں۔

آجکل سائنسی دور ہے لوگ بال کی کھال اتارتے ہیں۔ طالب علم کے ذہن میں مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوسکتے ہیں۔ اُسے چکنی چپڑی باتوں سے خاموش نہیں کیا جاسکتا۔

۱۔ کیا وجہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ عمرؓ لشکر اُسامہؓ میں شامل نہ ہوئے اور نہ ہی قلم دوات دی بلکہ حضرت عمرؓ نے تو آنحضرتؐ پہ ہذیان کی تہمت لگادی؟

۲۔ کیا وجہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ جنازہ رسول کو بے گور و کفن چھوڑ کر دنیا کی اقتدار کے لئے سقیفہ بنی ساعدہ چلے گئے۔ اور رسولؐ خدا کی تجہیز و تکفین میں شریک نہ ہوئے؟

۳۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو رسول اللہ کی وفات کا کم از کم ۱۳ دن پہلے سے علم تھا۔ وفات کے فوراً بعد یعنی تجہیز و تکفین چھوڑ کر خلافت کے لئے جھگڑا کرنے کی بجائے ایک آدھ دن پہلے آنحضرتؐ ہی سے خلافت کا فیصلہ کیوں نہ کروا لیا؟

۴۔ حضرت ابوبکر و عمر، معاویہ اور سب کو تو اپنا جانشین مقرر کرنا یاد رہے تو کیا یہ آنحضرتؐ پر الزام نہیں کہ انہوں نے جانشین مقرر نہیں فرمایا جبکہ تمام انبیاء ماسلف نے بحکم خدا اپنے جانشین مقرر فرمائے۔

۵۔ مسئلہ خلافت اگر جزو ایمان نہیں بلکہ ایمان اور اسلام سے خارج ہے تو قابل نزاع نہیں اور اگر مسئلہ خلافت جزو ایمان، دین ہے۔ تو حضرت ابوبکر کی خلافت قرآن و حدیث سے اس طرح ثابت کریں جس طرح میں نے حضرت علی کی خلافت قرآن و حدیث سے ثابت کی ہے۔ کیونکہ قرآن کا دعوے ہے "کل شیٔ احصینٰہ کتاباً" ہر شے کا ذکر اسی کتاب میں موجود ہے اور پھر جو کچھ جزو دین و ایمان ہو اسکا ذکر قرآن میں لازمی ہے۔

۶۔ جنگ جمل و صفین میں ہزاروں مسلمان اور صحابہ رسولؐ مارے گئے۔ بتاؤ فریقین میں سے حق پر کون تھا تاکہ حق سے محبت کی جاتے۔ اگر حق و باطل دونوں سے محبت ہو تو جزا و سزا کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

۱۔ ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون (البقرہ آیت ۴۲) ترجمہ: اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ۔ اور حق کو نہ چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔

۲۔ ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب۔ (سورہ النساء) برے کو اچھے سے نہ بدلو۔

۳۔ ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا ۝ اولٰئک ھم الکٰفرون حقا (سورہ النساء ۱۵۱) ترجمہ: اور یہ چاہتے ہیں کہ بین

بین راستہ اختیار کریں وہی تو اصلی کافر ہیں۔

شیعہ مذہب میں یہ نظریہ احساس مذہب کی حیثیت سے رکھتا ہے کہ کھرے کو کھرا اور کھوٹے کو کھوٹا کہو جہاں حق سے محبت ہے وہاں باطل سے نفرت و بیزاری کرنا بھی فطری ہے یہی دین و عقل کا تقاضا ہے۔

اہلسنت والجماعت سے ایک سوال

جابر ابن سمرہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریمؐ سے سنا ہے کہ میرے بعد بارہ امیر ہونگے اور وہ سب کے سب قریش میں سے ہونگے[1] لیکن ینابیع المودۃ میں تحریر ہے کہ بنی ہاشم میں سے ہونگے۔ اس حدیث کے بہت سے طریقے ہیں۔ امام مسلم کے نزدیک یہ الفاظ ہیں کہ رہے گا اسلام بارہ خلفاء کے گذرنے تک جیسے بنی اسرائیل کے نقیب تھے۔ بہر حال یہ حدیث تمام فرقوں میں متفق علیہ ہے محض شیعہ اس کی مقررہ تعداد پر قائم ہیں۔ اسی وجہ سے ان کو اثنا عشری کہا جاتا ہے۔ ان کے آئمہ کے نام پہلے درج کئے جا چکے ہیں اہلسنت والجماعت کے تمام فرقے اس حدیث کے ذیل میں کافی ہاتھ پیر مارتے ہیں مگر بات نہیں بنتی۔ کیونکہ امیر معاویہ۔ یزید (بنی امیہ) کو بدترین بادشاہت قرار دیا گیا ہے[2]۔ پھر تمام مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ حضرت خضر اور الیاس کی طرح حضرت امام مہدی کا ظہور بھی قیامت کے نزدیک ہوگا۔ جو اولاد علیؑ و فاطمہؑ سے ہونگے[3] جب ہمارے بارہویں امام مہدی پر تمام مسلمانوں کا ایمان ہے تو ان کی حد پاک امام اوّل حضرت علیؑ کو

---

[1] مسلم ج۲ - ترمذی۔ بخاری شریف۔ مشکوٰۃ، صواعق محرقہ۔ ینابیع المودت
تاریخ الخلفاء [2] طبری خلافت و ملوکیت۔ تاریخ الخلفاء [3] صواعق محرقہ مشکوٰۃ شریف مسلم ترمذی ابو داؤد

رسول اللہ کا خلیفہ بلافصل بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ کیونکہ حدیث شریف کے مطابق یہی وہ بارہ امیر (امام) ہیں جن کا ذکر نبی کریمؐ نے فرمایا۔

سوال ؛ ورنہ اس حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے بارہ آئمہ کا تعین کر کے تشہیر کریں جو سب کے سب ہمارے آئمہ کی طرح معصوم اور مسلسل ایک کے بعد دوسرا ہو۔

وجود حجۃ خدا ہر زمانہ میں ضروری ہے

ابلیس پکا توحید پرست یعنی عبادت گذار تھا۔ جب خلافت الٰہیہ (آدمؑ) کا منکر ہوا شیطان بنا اور راندہ درگاہ ہوا جو عالم میں موجود اور غائب ہے گمراہ کرتا ہے وسوسے ڈالتا ہے۔ تو اس کی ضد خدا نہیں بن سکتا اسلئے کہ وہ ضد اور مثل سے بری ہے۔ تو عقلاً شیطان کی ضد اس عالم میں ہونی لازمی ہے جو شیطان کے خلاف غائب یا حاضر رہ کر ہدایت کرتا ہو وسوسے نکالتا ہو متقین کو روحانی پیغام پہنچاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت آدم سے کر آنحضرتؐ تک آتے رہے ہیں۔ ورنہ خدا پر الزام عائد ہو جائے گا کہ اُس نے اس زمانہ میں ایک خفیہ گمراہ کن قوت ہم پر مسلط کر دی ہے اور اس کی ضد سے اُسکا تدارک نہیں کیا۔ تو یہ الزام صرف مذہب شیعہ کی بنا پر عائد نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ ان کے اصول میں داخل ہے کہ خلافت الٰہیہ کا ایک وارث۔ نبی۔ رسول یا امام اس عالم میں ہمیشہ رہے گا خواہ وہ غائب ہو یا حاضر۔ سورہ یٰسین آیت ۱۲ میں حجۃ خدا کو امام مبین اور آیت ۶۰ میں شیطان کو عدو مبین فرمایا ہے۔

از رہ مونہ حبز د ح ا ٥ ٥ بود ۲

درجہاں قائم بامر اللہ بود (مزار اقبال)

ثبوت ۲۳

نجات شیعہ

نجات شیعہ کے متعلق قرآن و احادیث میں وضاحت یہ ہے کہ جو مسلمان اپنے مرنے سے پہلے حضرت علی کی امامت و ولایت اور خلیفہ بلا فصل پر ایمان لاکر مذہب حقہ میں شامل ہو جائے اور اُن کے ارشادات کے مطابق عمل کرے گا تو وہ یقینی جنت میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :۔

۱۔ ان الذین امنو وعملوا الصالحات اولیٓک هم خیر البریۃ (پ ۳۰ ع ۲۲)

ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ جب خداوند کریم نے یہ آیت نازل کی (وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالح کیا وہی لوگ خیر البریہ یعنی تمام کائنات میں افضل ہیں) تو رسول خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ وہ تم اور تمہارے شیعہ قیامت کے دن (اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں) راضی اور خوشنود آؤ گے اور تمہارے مخالف اس طرح عذاب میں مبتلا آئیں گے کہ اُن کے ہاتھ پس گردن بندھے ہونگے۔[1]

۲۔ روز محشر دربار الٰہی لگا ہوا ہوگا۔ حضرت آدمؑ سے لے کر نبی کریمؐ تک تمام انبیاءؑ موجود ہونگے تو آواز آئے گی روک لو ان نجات یافتہ والوں کو ابھی ان سے

---

[1] ینابیع المودت۔ صواعق محرقہ ۵۴۴/۵۴۲ ۔ نور الابصار صفحہ ۱۰۱

سوال کرنا ہے۔ وَقِفُوهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ ٥ (سورہ والصّٰفّٰت آیت ۲۴)

ترجمہ: اور ان کو ٹھہرالو کہ ان سے سوالات کیئے جائیں گے۔

نبی کریمؐ نے فرمایا انھم مسئولون عن ولایت علی ابن ابی طالب۔

(۱) حضرت علی ابن ابی طالب کی ولایت کے متعلق سوال ہوگا۔[1]

۳۔ چند صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ یہ جو آپ نے ہمیں بتایا کہ پل صراط بال سے باریک اور آگ سے زیادہ گرم ہوگا۔ اس سے گذر کس طرح سکتے ہیں تو آنحضرت نے فرمایا لا یجوز احد بالصراط الا من کتب لہ علی الجواز۔

"کوئی شخص پل صراط سے گزر نہیں سکتا اور جنت میں نہیں جا سکتا جب تک علیؑ کا تحریری اجازت نامہ پاس نہ ہوگا"۔ پھر فرمایا "یجوز کالبرق الخاطف" "وہ بجلی کی طرح پار چلا جائے گا"۔[2]

منصف مزاج غور فرمائیں کہ کسی نبی، امام یا صحابہ کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ آنحضرتؐ کے علاوہ سب کو پل صراط سے گذرنے کے لئے حضرت علیؑ سے تحریری اجازت نامہ حاصل کرنا ہوگا۔ لہٰذا صحابہ یا چاروں امام (امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل) تو خود جنت کے محتاج ہیں۔ وہ اپنے ماننے والوں یعنی جو لوگ ان کی فقہ پر عمل کرتے ہیں ان کی کیسے سفارش کریں گے۔ جبکہ حضرت علیؑ قسیم النار والجنت۔ ان کی زوجہ حضرت فاطمہؑ جنت میں عورتوں کی سردار اور ان کے بیٹے حسنینؑ جنت میں نوجوانوں کے سردار ہونگے۔

اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ٥ (سورہ یونس آیت ۳۵)

ترجمہ: آیا وہ شخص جو حق تک پہنچا دے اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی

---

[1] ینابیع المودت۔ صواعق محرقہ ص ۵۰۲۔ منصب امامت شاہ اسمٰعیل شہید ص ۴۸

[2] صواعق محرقہ ص ۲۹۱

کی جائے یا وہ جس کو خود راستہ نہیں ملتا جب تک کہ کوئی اور اس کو راستہ نہ بتلادے۔
وابتغوالیہ الوسیلۃ (۱۰-۶) اللہ تعالےٰ تک رسائی کا وسیلہ تلاش کرو آئمہ اہلبیت اطہار ہی وہ بزرگ ترین ہستیاں ہیں جو اللہ تعالےٰ تک رسائی کا ذریعہ ہیں۔ حدیث رسول ؐ، الحق مع علیؑ و علیؑ مع الحق۔ ثابت ہوا حق علیؑ کے ساتھ ہے۔ لہذا علیؑ کی پیروی کرکے حق تک پہنچ جائیں۔

قادیانی مذہب

یہ بھی مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ وہ حضور نبی اکرم ؐ کے اُن بلند مراتب اور ان کی پاکیزہ خلقت کو نہ سمجھے۔ ساری کائنات سے پہلے اُن کا نور خلق فرمایا۔ انہیں کل انبیاء کا سردار قرار دیا۔ قرآن مجید اور معراج جسمانی جیسے معجزات سے نوازا۔ اسی لئے ہم بار بار کہتے اور لکھتے ہیں کہ ایسی ہستی کا نائب بھی ایسا ہونا چاہیئے جس کے صفات وکمالات اور روحانیت آپ سے ملتی جلتی ہوں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ دور اوّل میں ہی بہت سے لوگ حقیقت کو نہ پا سکے اور ایسی روایات تاریخ کے سینہ میں درج کردیں جن سے آپ اور اہلبیت کی عظمت کو سمجھنا دشوار ہوگیا۔ جیسا کہ میں نے مختصراً اس رسالہ میں پیش کیا ہے۔

یہ اُسی ذہنیت کا نتیجہ ہے کہ قادیان کے رہنے والے ایک شخص نے جب یہ دیکھا کہ رسول ؐ اسلام ہمارے جیسے بشر تھے اور ان کے نائب بھی۔ تو میں کیوں نہ اس میدان میں کود پڑوں۔ اس لئے کہ آپ کی نیابت کے لئے نہ کمال علم کی شرط ہے نہ عصمت و طہارت کی اور نہ معجزہ کی۔ ہوشیاری یہ کی کہ میدان میں رفتہ رفتہ قدم رکھا۔ شروع شروع میں کہا کہ میں مجدد ہوں۔ پھر ظل بنی کہا یعنی نبی کا سایہ ہوں۔ اور پھر کہا میں عیسیٰ موعود ہوں۔ پھر کہا میں مہدی موعود ہوں۔ پھر کہا مجھ پر وحی آتی ہے۔ پھر کہا جبرائیل تو کیا خود خدا مجھ سے باتیں کرتا ہے۔ اُس کو ساتھی بھی ایسے مل گئے جو اُس کی ہاں

میں ہاں ملاتے گئے کبھی کسی نے معجزہ دکھانے کو نہ کہا کہ ایک مردہ ہی کو زندہ کر کے دکھا دیا ہوتا۔ کیونکہ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ کا مٹی سے طائر بنانا اور مردوں کو زندہ کرنا ثابت ہے۔

حکومت پاکستان نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر بالکل درست کیا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ قرآن و حدیث کے مفہوم کو بدل کر مرزا غلام احمد مغل قادیانی کو نبی، حضرت عیسیٰ اور کبھی امام مہدی ثابت کرنے کی ہر ممکن ناکام کوشش کرتے ہیں۔ یعنی ایک جھوٹ کو چھپانے کے لئے مزید جھوٹ بولنے پڑے مگر جھوٹ کبھی چھپ نہیں سکتے۔

درج ذیل چند حقائق کی روشنی میں ان کو دعوت فکر دیتا ہوں، تاکہ وہ اپنی عاقبت سنوار لیں۔

۱۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے، ماکان محمدٌ ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین ۵ (سورہ الاحزب آیت ۴۰)

ترجمہ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن اللہ کا رسول اور انبیاء کی مہر (ختم کرنے والے) ہیں۔

سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا علیؓ تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ سے تھے (یعنی خلیفہ ہو) البتہ فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔[۱]

قرآن و حدیث سے ثابت ہو گیا درِ نبوت بند ہو چکا ہے آپؐ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔

۲۔ سورہ آلعمران آیت ۵۵ اور النساء آیت ۵۷ میں ہے کہ "مسیح کو انہوں نے یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا اور خدا تو بڑا زبردست تدبیر والا ہے۔

---

[۱] ترمذی ج۲ ص۲۸۹ ۔

۳۔ امام مہدی حضرت امام حسن عسکری کے بیٹے ہیں! ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو پیدا ہو چکے ہیں جو اولاد فاطمہؑ سے ہیں اور جن حالات میں حضرت عیسیٰ کو آسمان پر زندہ اٹھانا پڑا ان ہی حالات میں ان کو غیبت کبریٰ میں رکھنا پڑا۔ چونکہ قیامت کے قریب دنیا میں زیادہ آبادی عیسائی ہوگی غالباً اسی لئے خدائے حکیم نے کسی اور نبی کی بجائے حضرت عیسیٰ کو زندہ اور باقی رکھا ہے۔ وہ نازل ہونے کے بعد امام مہدی کی تصدیق کریں گے۔ صلیب توڑ کر عیسائیت کو ختم کریں گے۔ پھر دونوں مل کر عالم اسلام کا ڈنکا بجائینگے اور آیت لیظہرہ علی الدین کلہ کی عملی تفسیر فرمائینگے۔

۱۔ بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا (آنحضرتؐ) نے تمہارا کیا حال ہوگا۔ جبکہ تم میں عیسیٰ ابن مریم نازل ہونگے۔ اور تمہارا امام (مہدی) ہوگا۔ عیسیٰ سے کہیں گے نماز پڑھاؤ وہ کہیں گے نہیں آپ پڑھائیے۔ پیغمبر روح اللہ مسلمانوں کے امام مہدی کی پیروی کرتے ہوتے اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے[۱]۔

۲۔ توریت کے سفر انبیاء میں ہے کہ مہدی ظہور کرینگے۔ عیسیٰ آسمان سے اترینگے یاجوج ماجوج اور دجال کو قتل کریں گے۔

۳۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ بیہقی اور ابن ماجہ نے بیان کیا ہے۔ المہدی من عترتی من ولد فاطمہ (آنحضرتؐ نے فرمایا) کہ مہدی میری عترت اولاد فاطمہ سے ہوگا۔ صواعق محرقہ صفحہ ۵۴۹ ابوداؤد شریف ج ۳ ص ۲۴۵

ثابت ہوا۔

۱۔ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں حدیث میں "تنزل" کے الفاظ ہیں یعنی نازل

---

[۱] مسلم ج ۱ صہ ۲۹۲۔ صواعق محرقہ۔

ہونگے ۔ پیدا نہیں ہونگے۔

۲۔ امام مہدی اولاد فاطمہؑ سے پیدا ہو کر غیبت کبریٰ میں ہیں اب ظہور ہوگا۔ جبکہ مرزا غلام احمد مغل خاندان سے پیدا ہو کر مر چکا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ اور امام مہدیؑ دو الگ الگ بزرگ ہستیاں ہیں جبکہ غلام احمد دونوں کی جگہ اکیلا دعویدار رہے۔

ترمذی شریف ج ۲ ص ۹۷، مسلم ص ۱۵۲۵ میں حدیث ثقلین میں آنحضرتؐ نے اپنے بعد دو گراں قدر چیزیں چھوڑیں "قرآن مجید اور اہلبیت" یہ دونوں قیامت تک جدا نہیں ہونگی۔ جبکہ مرزا غلام احمد مغل قرآن کے ساتھ نہ پہلے تھا نہ اب ہے اور پھر سورہ انا انزلنا سے معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ ہر سال شب قدر میں اولی الامر کے پاس آتے ہیں۔ اور اس سے مراد حضرت امام مہدی کی ذاتِ اقدس ہے جو قرآن مجید کے ساتھ بھی ہیں اور آپؑ ہی قیامت تک کے لئے حجت خدا ہیں۔

محمد اعظم اکسیر قادیانی کا پمفلٹ بنام چودہویں صدی ختم امام مہدی کون ہیں کے جواب میں تحریر ہے کہ لازمی نہیں امام مہدی کا ظہور چودہویں صدی میں ہوتا۔ آنحضرتؐ کا فرمان ہے کہ قیامت کے قریب امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ حضرت عیسیٰؑ کا نزول ہوگا۔ دونوں مل کر یاجوج ماجوج اور دجال کو قتل کریں گے۔ ظلم و جور کا نام و نشان مٹ رہے گا۔ ساری دنیا عدل و انصاف سے چھلک رہی ہوگی۔ یہ وہ شرائط ہیں جو مرزا صاحب تو کیا ساری دنیا کے بس سے باہر ہیں۔ پھر امام مہدیؑ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد قیامت آجائے گی۔

خلاصہ

میں نے حضرت علیؑ کی خلافت، امامت اور ولایت کے ۲۳ ثبوت قرآن مجید

اور احادیث رسول اللہ سے ترتیب دیتے ہیں۔ اور ثابت کیا ہے کہ حضرت علیؑ اور آئمہ اہلبیت اطہار کی اطاعت ہر مسلمان کے واسطے فرض اور جزو ایمان ہے اسی لئے امامت اصول دین میں سے ہے۔ اہلسنت حضرات حضرت ابو بکر کی خلافت اور آئمہ اہلبیت سے محبت کو فرض اور جزو ایمان نہیں سمجھتے کیونکہ حضرت ابوبکر کی خلافت قرآن و حدیث سے ثابت نہیں اور اگر محبت آئمہ اہلبیت کو جزو ایمان قرار دیں تو حضرت ابوبکر کی فضیلت متاثر ہوتی ہے۔ اسی لئے انہوں نے خلافت و امامت کو ارکان اسلام سے خارج رکھا ہے اہلسنت والجماعت کی بنیاد اجماع اور قیاس پر مبنی ہے۔ کیونکہ سقیفہ بنی سعد میں قرآن و حدیث کو پس پشت ڈال کر اجماع سے کام لیا گیا۔ اور اب قیاس کرتے ہیں کہ فلاں آیت حضرت ابوبکر کی خلافت پر دلالت، محبت اور منطبق ہوتی ہے۔ لہٰذا جس عقیدہ (مذہب) کی بنیاد ہی اجماع (الیکشن) اور قیاس پر ہو وہ آئندہ قرآن و سنت پر کیا عمل کریں گے۔ ہمارے نزدیک اجماع اور قیاس کو دین میں کوئی دخل نہیں۔

یہ مسلمہ امر ہے کہ حنفی، شافعی۔ مالکی۔ حنبلی اور قادیانی وغیرہ سب مذاہب کی فقہ پر عمل کرنے کے واسطے نہ کوئی حکم خدا ہے اور نہ فرمان رسولؐ اللہ۔ مگر حضرت علی، آئمہ اہلبیت اطہار کی اطاعت کے واسطے نصوص جلی ہیں۔ شیعہ حضرت امام جعفر صادق کی فقہ پر عمل کرتے ہیں۔ جس کا نام فقہ جعفریہ ہے۔

میں نے مسلمانوں کے دو بنیادی گروہوں یعنی اہلسنت والجماعت اور شیعہ کے عقائد کا مختصر خاکہ قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو ادا کرتے ہوئے اتمام حجت کے لئے پیش کر دیا ہے۔ تاکہ بروز قیامت لوگ یہ کہیں :۔

ترجمہ:۱ اور جن لوگوں نے پیروی کی وہ کہیں گے کاش کہ ہمیں دنیا میں لوٹ جانا ملے تو ہم بھی ان سے اسی طرح تبرا کریں جیسے انہوں نے ہم سے بیزاری کی۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ انکے اعمال ان کو دکھائے گا جو سراپا حسرت ہوں گے اور وہ جہنم سے نہ نکلنے والے ہوں گے۔ (سورہ البقرہ آیت ۱۶۷)

ترجمہ: ۲ پچھلے پہلوں کی نسبت یہ عرض کریں گے۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو انہوں نے گمراہ کیا۔ پس ان کو آتش جہنم کا دگنا عذاب دے۔ فرمائیگا ہر ایک کے لئے دگنا۔ لیکن تم سمجھتے ہی نہیں۔ (سورہ الاعراف آیت ۳۸)

لہٰذا اب وقت ہے زندگی کا لمحہ بھر کا پتہ نہیں۔ مرنے سے پہلے خاندانی برادری کو بالائے طاق رکھتے ہوئے آئمہ اہلبیت اطہار سے محبت جزو ایمان سمجھ کر کریں اور ان کی فقہ پر عمل کر کے شیعیان علی میں شامل ہو جائیں یہی صراط مستقیم اور اسی میں نجات اُخروی ہے۔

قیامت

قیامت سے مراد ہے کہ تمام لوگ اسی بدنِ عنصری کے ساتھ بروز قیامت محشور ہونگے۔ اور ان کے نیک وبد اعمال کا جائزہ لیا جائے گا۔ جو قابل بہشت ہونگے۔ وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ اور آب کوثر وسبیل سے سراب ہونگے اور جو قابل دوزخ ہوں گے انہیں نار جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

قرانی آیات کا ترجمہ

۱۔ قیامت تمہارے لئے ضرور آئے گی تاکہ خدائے تعالےٰ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے جزائے خیر دے (سورہ سبا آیت ۳)

۲۔ جس نے آسمان سے ایک اندازے پانی اُتارا پھر ہم نے اُس کے ذریعے

مردہ زمین کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح تم بھی (قبروں) سے نکالے جاؤ گے۔
(سورہ الزخرف آیت ۱۱)

۳۔ اے ایمان لانے والو۔ اپنے آپ کو اور اپنے بال بچوں کو اس آگ
سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں (پ ۲۸ - ع ۱۹)

۴۔ اُس دن ہم ضرور اُن کے منہ پر مُہر لگا دیں گے اور انکے ہاتھ ہم سے بات
کریں گے اور پاؤں جو جو وہ کیا کرتے تھے گواہی دیں گے (سورہ یسین آیت ۶۴)

۵۔ یقیناً تھوہر کا درخت گناہگاروں کی خوراک ہوگا جو پگھلے ہوئے تانبے کے
مانند معدوں میں ایسی کھلبلی مچا دے گا جیسے گرم پانی کا اُونٹنا۔
(سورہ الدخان آیت ۴۳ تا ۴۵)۔

۶۔ پس جو کافر ہو گئے ان کے لئے آگ کے کپڑے قطع کر دیئے گئے
ان کے سروں پر گرم پانی انڈیلا جائے گا۔ جس کے ذریعے سے جو کچھ
اُن کے پیٹ میں ہوگا۔ وہ اور اُن کی کھالیں پگھلا دی جائیں گی۔ اور ان کے
لئے لوہے کے ہتھوڑے ہیں۔ جب مارے تکلیف کے وہ یہ
ارادہ کریں گے کہ اُس میں سے نکلیں اُسی میں لوٹا دیئے جائیں گے۔ اور
اُن سے کہا جائے گا کہ جلنے کا عذاب چکھو۔ بالتحقیق اللہ ان لوگوں کو جو
ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے ایسی جنتوں میں داخل کریگا۔
جس کے نیچے ندیاں بہتی ہیں۔ ان میں اُن کو سونے کے کنگن اور موتی
پہنائے جائیں گے۔ اور پوشاک ان کی ریشمی ہوگی۔ وجہ یہ ہے کہ انہوں
نے پاکیزہ کلمے کی ہدایت پائی تھی۔ سورہ الحج آیت ۱۸ تا ۲۲)

غسل واجب

غسل واجب چھ ہیں۔

جنابت۔ مس میت۔ میت۔ حیض۔ نفاس۔ استحاضہ

ہر غسل کی دو ترکیبیں ہیں۔

۱۔ غسل ترتیبی۔ اپنے جسم کو صاف کر کے نیت کرے "غسل کرتا/کرتی ہوں واسطے پاک ہونے بدن کے مباح ہونے نماز کے واجب قربۃً الی اللہ" اس کے بعد سر پر پانی ڈالے اور سر و گردن کو اس طرح دھوئے کہ کان اور بالوں کی جڑ تک پانی پہنچ جائے۔ پھر داہنی جانب گردن سے پاؤں کی انگلیوں تک مع تلوے کے دھوئے پھر اسی طرح جسم کے بائیں طرف دھوئے۔ بہتر یہ ہے کہ داہنی طرف دھوتے وقت کچھ حصہ بائیں طرف کا اور بائیں طرف دھوتے وقت کچھ حصہ داہنی طرف کا بھی دھوئے۔

۲۔ غسل ارتماسی = یعنی حوض یا تالاب میں نیت غسل کر کے اس طرح غوطہ لگائے کہ سارا جسم پانی میں ڈوب جائے۔

فروع دین

دین کی جڑوں کا بیان ہو چکا ہے اب دین کی شاخوں کا ذکر کیا جاتا ہے جس طرح درخت کی بنیاد کا استحکام اور اس کی سرسبزی و شادابی اس کی جڑوں کی مضبوطی پر منحصر ہے۔ بعینہٖ دین اسلام کے بقا و استقرار و استحکام کا انحصار اُس کے اصول کے صحیح اعتقاد اور فقہ سے کماحقہ آگاہی اور افعال کے مطابق شریعت حقہ کی تعمیل و بجا آوری پر ہے۔

فروع دین چھ ہیں۔

نماز۱ ۔ روزہ۲ ۔ حج۳ ۔ زکوٰۃ۴ ۔ خمس۵ ۔ جہاد۶ ۔

بعض فقہائے کرام کے نزدیک ان چھ فروع کے علاوہ چار اور بھی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

ساتویں۷ امر بالمعروف یعنی ان امکان لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم کرے اور مطابق احکام خدا اور رسولؐ ان کو پند و نصیحت کرے۔

آٹھویں۸ نہی عن المنکر یعنی جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو بری باتوں سے منع کرے اور اُن کو عذاب عقاب خدا سے ڈرائے۔

نویں۹ : تولّا یعنی اہلبیت رسولؐ علیہم السلام سے اور ان کے دوستوں سے محبت و دوستی رکھے۔

دسویں۱۰ ۔ تبرّا یعنی خدا اور رسولؐ و اہلبیتؑ کے دشمنوں سے اور اُن کے دشمنوں کے دوستوں سے دشمنی رکھے اور بیزاری اختیار کرے۔

نماز

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے واقیموا الصلوٰۃ ولاتکونوا من المشرکین پ ۲۱ "یعنی نماز قائم کرو مشرک نہ بنو" پس منکر نماز کافر ہی نہیں بلکہ مشرک ہے۔ لہٰذا مسلمان اور کافر کے درمیان حد فاصل نماز ہے۔ آنحضرتؐ کو جسمانی معراج ہوئی۔ لیکن "الصلوٰۃ معراج المومنین"۔

مہدی حسن جلالپوری خوب فرماتے ہیں۔

اُس کو جینے کا نہیں حق ہے بہ نص قرآن — مقصد منزلِ خلقت سے جو بہکا نکلا

اس جہالت سے بڑی اور جہالت کیا ہے — بے نمازی پڑھے لکھوں کا بھی طبقہ نکلا

مالک کل کا یہ احسان ہے سانسوں کا وجود — پھر بھی احسان فراموش یہ بندہ نکلا

بے نمازی جو ہیں اُن سے ہے مرا ایک سوال — کیوں وطن چھوڑ کے احمدؐ کا نواسہ نکلا

اب خدا کیلئے بن جاؤ نمازی ورنہ — رو ؤگے ہاتھ سے جس وقت یہ موقع نکلا

وضو

نماز سے پہلے عام حالات میں وضو کرنا واجب ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یٰایُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ۔ اے ایمان لانے والو۔ جب تم نماز کے لئے آمادہ ہو تو اپنے منہ دھو ڈالو اور اپنے ہاتھ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ط (سورۂ المائدہ آیت ۵)، کہنیوں سمیت اور اپنے سروں کے بعض حصہ کا اور پاؤں کے وسط کی اٹھی ہوئی ہڈی کا مسح کر لو۔

ترکیب: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ پڑھنے کے بعد دو مرتبہ ہاتھ دھوئیں۔ تین بار کلی کریں، تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالیں اس کے بعد وضو کی نیت کریں۔ یعنی وضو کرتا/کرتی ہوں واسطے رفع ہونے حدث اور مباح ہونے نماز کے واجب قربتہً الی اللّٰہ اس نیت کے دل میں آتے ہی داہنے ہاتھ میں پانی کا چلو لے کر منہ پر ڈالیں لمبائی میں بال کے اگنے کی جگہ سے ٹھوڑی کے آخر تک اور چوڑائی میں انگوٹھا اور بیچ کی انگلی جہاں تک گھیرے دھوئیں اس کے بعد داہنے ہاتھ کی کہنی سے لے کر انگلیوں کے سرے تک دھوئیں۔ پھر بائیں ہاتھ کی کہنی سے لے کر انگلیوں کے سرے تک ایک دفعہ دھوئیں۔ پھر اسی تری سے جو بچ رہے نصف سر یعنی سر کے اگلے حصے کا بقدر تین انگلی سے مسح شروع کریں۔ سر پر انگلیاں آگے پیچھے نہ کریں بلکہ اوپر سے نیچے کھینچیں۔ بعد ازیں داہنے پاؤں کا داہنی ہتھیلی سے اور بائیں پاؤں کا بائیں ہتھیلی سے سر انگشت سے لے کر قدم کی بلندی تک مسح کریں۔

پاؤں کا مسح بھی اُسی تری سے کرنا چاہیئے جو وضو کرتے وقت بچ رہے۔ مسح کرنے سے پہلے سر اور پاؤں دونوں خشک ہونا ضروری ہیں۔

اذان: نماز پنجگانہ میں اذان واقامت سنت ہے اقامت کی تاکید زیادہ ہے۔ اذان ٹھہر ٹھہر کر بلند آواز سے اس طرح کہیں۔

چار مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط دو مرتبہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ دو مرتبہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ (دو مرتبہ) اَشْھَدُ اَنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ عَلِیًّا وَّلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ (دو مرتبہ) حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط دو مرتبہ

حَيَّ عَلَى الْفَلَاح ط (دو مرتبہ) حَيَّ علی خَيْرِ الْعَمَلْ (پھر دو مرتبہ) اَللّٰہُ اَکْبَرُط (دو مرتبہ) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہ

دُعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ قَلْبِيْ بَارًّا وَّعَيْشِيْ قَارًّا وَّرِزْقِيْ دَارًّا وَّ عَمَلِيْ سَارًّا وَّاَوْلَادِيْ اَبْرَارًا وَّاجْعَلْ لِيْ عِنْدَ قَبْرِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مُسْتَقَرًّا وَّقَرَارًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط ہ

اقامت

اَللّٰہُ اَکْبَرُط (دو مرتبہ) اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (دو مرتبہ) اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط (دو مرتبہ) اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰہِ ط (دو مرتبہ) حَيَّ عَلَى الصَّلٰوۃِ ط (دو مرتبہ) حَيَّ عَلَى الْفَلَاح (دو مرتبہ) حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلْ (دو مرتبہ) قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ ط (دو مرتبہ) اَللّٰہُ اَکْبَرُط (ایک مرتبہ) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط

ترکیب نماز

نماز کا وقت داخل ہونے پر وضو کر کے اذان کہے پھر اقامت کہے اور قبلہ رُخ کھڑے ہو کر دل میں نیت اس طرح کرے مثلاً نماز صبح پڑھتا/پڑھتی ہوں میں ادا یا (قضا) واجب قربۃً الی اللّٰہ۔ کانوں کی لو تک دونوں ہاتھوں کو لے جا کر اللہ اکبر کہے ۔ مرد اپنے ہاتھ بمقابل گھٹنوں کے رانوں پر اور عورت اپنے ہاتھ چھاتیوں پر علیحدہ علیحدہ رکھے۔ حالت قیام میں نگاہ مقام سجدہ کی طرف رکھیں نماز میں حضور قلب کی تدبیر یہ ہے

کہ الفاظ کے معانی پر خیال رکھیں ارشادِ باری ہے۔ تم اپنی نماز میں اپنی آواز نہ بلند کیا کرو نہ ہی چپکے چپکے بلکہ دونوں کے بین بین راستہ اختیار کرو۔ سورہ بنی اسرائیل آیت ۱۱۰

نماز کی نیت کے بعد

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ

میں خدائے بزرگ و برتر کے حضور میں شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

میں رحمٰن رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ

ہر قسم کی تعریف خدا کے لئے زیبا ہے جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے جو نہایت مہربان

الرَّحِیْمِ ۙ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ؕ اِیَّاکَ

اور رحم کرنیوالا ہے۔ اور روز جزا کا مالک ہے۔ اے خدا ہم تیری

نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ؕ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ

ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستے پر

الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ

ثابت قدم رکھنا۔ ان حضرات کے راستے پر جن کو تو نے اپنی نعمت عطا فرمائی اور

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ الحمد للہ رب العالمین۔

ان لوگوں کی راہ سے دور رکھنا۔ جن پر تو غضبناک ہوا اور جو لوگ گمراہ ہوئے ہیں۔

اس کے بعد کوئی دوسری سورت بسم اللہ سے لے کر آخر تک پڑھیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

رحمٰن رحیم خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں

إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا أَدْرٰكَ

یقیناً ہم نے اس (قرآن مجید) کو شب قدر میں نازل کیا اور تم کیا جانو کہ

مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝

شب قدر کیا ہے۔ شب قدر ہزار

خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ

مہینوں سے بہتر ہے اس (شب) میں فرشتے اور روح

فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ قف

(جبرئیل امین) اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر لیکے نازل ہوتے

هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

ہیں یہ (رات) فجر کے طلوع ہونے تک سلامتی ہی سلامتی ہے۔

پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر رکوع میں جائے۔ مرد دونوں ہاتھ گھٹنوں اور عورت رانوں پر رکھ کر تین مرتبہ کہے

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ ط

میرا عظمت والا پروردگار پاک ہے۔ اور میں اسکی حمد کرتا ہوں

پھر درود شریف پڑھے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

بار الہا! محمدؐ اور آل محمدؐ پر اپنی برکت نازل فرما۔

اور سیدھا کھڑا ہو کر کہے

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ط

اللہ نے اپنی حمد کرنے والے کی حمد کو سُنا

پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر سجدہ میں جائے۔ مرد بازو پھیلائے

اور عورتیں جسم ملا کر سجدہ میں تین مرتبہ یہ پڑھیں

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ ؕ

میرا رب بزرگ و برتر ہے اور میں اس کی حمد کرتا ہوں

پھر بیٹھ کر ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور ایک مرتبہ یہ کہے ۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ؕ

میں اللہ سے جو میرا پروردگار ہے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں اور اسکے حضور میں توبہ کرتا ہوں

پھر اللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر دوسرا سجدہ (پہلے سجدہ کی طرح) بجا لائے ۔ پھر اس کے بعد دوسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت کہے

بِحَوْلِ اللّٰہِ وَقُوَّتِہٖ اَقُوْمُ وَاَقْعُدُ ہ

میں اللہ ہی کی مدد اور قوت سے کھڑا ہوتا اور بیٹھتا ہوں ۔

دوسری رکعت میں مثل پہلی رکعت سورہ الحمد اور اس کے بعد سورہ اخلاص تلاوت کریں جو یہ ہے ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

رحمٰن اور رحیم خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ؕ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ؕ لَمْ

کہہ دے (اے رسول) کہ اللہ اکیلا ہے ۔ اللہ بے نیاز ہے نہ اُس کی

یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ؕ

کوئی اولاد اور نہ ہی وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ اس کا ہرگز کوئی ہمسر ہے

اس کے بعد ایک دو یا تین مرتبہ کَذٰلِکَ اللّٰہُ رَبِّیْ اور اللّٰہُ اَکْبَرُ کہے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا قنوت پڑھے ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ ہ یَوْمَ یَقُوْمُ

الْحِسَابِ ۝ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَعَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ ۝

پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر پہلی رکعت کی طرح رکوع اور دونوں سجدے بجا لائے جب دوسرے سجدہ سے اٹھ کر بیٹھے تو تشہد پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَخَيْرُ الْاَسْمَاءِ كُلِّهَا لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۝
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ ۝ وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَهٗ فِيْ اُمَّتِهٖ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اس کے بعد تین سلام پڑھ کر نماز ختم کریں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۝
اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اگر نماز تین رکعتی یعنی نماز مغرب ہے تو تشہد پڑھ کر سلام نہ پڑھیں۔ بلکہ پہلی رکعت کی طرح کھڑے ہو جائیں۔ اور آہستہ آہستہ تین مرتبہ تسبیحات اربعہ پڑھیں۔ اس کا پڑھنا افضل ہے۔ تسبیحات اربعہ یہ ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ
اللہ کی ذات پاک پاکیزہ ہے اور سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے

اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ
اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ سب سے بزرگ ہے

پھر اللہ اکبر کہہ کر پہلی رکعت کی طرح رکوع اور دونوں سجدے پورے کریں اور دوسرے سجدے کے بعد تشہد اور سلام پڑھ کر نماز ختم کر دیں۔ اور اگر نماز چار رکعتی یعنی نماز ظہر یا عصر یا عشاء رہے تو تیسری رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد پہلے کی طرح اٹھ کر کھڑے ہوں اور اس چوتھی رکعت کو تیسری کی طرح بجا لائیں اور رکوع اور دونوں سجدے ادا کرنے کے بعد تشہد اور سلام پڑھیں۔ اور نماز ختم کریں ہر نماز کے فوراً بعد تین مرتبہ ہاتھ کانوں تک لیجا کر اللہ اکبر کہنا تعقیب نماز میں شامل ہے۔

فضیلت تسبیح سیدہؑ

ہر نماز کے بعد تسبیح جناب فاطمۃ الزہراء صلوات اللہ علیہا بے حد اجر و ثواب کا باعث ہے۔ اور وہ یہ ہے اول ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پھر ۳۳ مرتبہ الحمد للہ پھر ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کہیں پھر ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھیں۔

زیارت امام حسین علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَوْلَایَ وَ عَلَی اَنْصَارِکَ الْمُسْتَشْهَدِیْنَ مَعَکَ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُهٗ۔

پھر دائیں طرف تھوڑا سا مڑ کر اور مشہد مقدس کی طرف رخ کر کے امام ہشتم کی زیارت یوں پڑھیں۔

زیارت امام رضا علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا غَرِیْبَ الْغُرَبَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُعِیْنَ الضُّعَفَاءِ وَ الْفُقَرَاءِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا الْحَسَنِ

يَا عَلِيَّ ابْنَ مُوسَى الرِّضَا وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

زیارت صاحب العصر علیہ السلام

اس کے بعد قبلہ رخ ہو کر حضور صاحب العصر والزمان عجل اللہ فرجہ کی زیارت پڑھیں :۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْعَصْرِ وَالزَّمَانِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ الرَّحْمٰنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ زَمَانِنَا هٰذَا عَجَّلَ اللّٰهُ فَرَجَكَ وَسَهَّلَ اللّٰهُ مَخْرَجَكَ وَجَعَلَنَا مِنْ اَنْصَارِكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ۔

دعائے مغفرت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ السُّرُوْرَ ٥ اَللّٰهُمَّ اَغْنِ كُلَّ فَقِيْرٍ ٥ اَللّٰهُمَّ اَشْبِعْ كُلَّ جَائِعٍ ٥ اَللّٰهُمَّ اَلْبِسْ كُلَّ عُرْيَانٍ ٥ اَللّٰهُمَّ اقْضِ دَيْنَ كُلِّ مَدْيُوْنٍ ٥ اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنْ كُلِّ مَكْرُوْبٍ ٥ اَللّٰهُمَّ رُدَّ كُلَّ غَرِيْبٍ ٥ اَللّٰهُمَّ فُكَّ كُلَّ اَسِيْرٍ ٥ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ كُلَّ فَاسِدٍ مِّنْ اُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ ٥ اَللّٰهُمَّ اشْفِ كُلَّ مَرِيْضٍ ٥ اَللّٰهُمَّ سُدَّ فَقْرَنَا بِغِنَاكَ ٥ اَللّٰهُمَّ غَيِّرْ سُوْءَ حَالِنَا بِحُسْنِ حَالِكَ ٥ اَللّٰهُمَّ اقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥

منقبت

یا الٰہی ہاتھ اُٹھے ہیں دعا کے واسطے فضل کر مجھ پر محمدؐ مصطفےٰ کے واسطے
حشر میں رہ جائے پردہ اور دنیا میں شرم سیدہ خاتون بی بی فاطمہؑ کے واسطے
مشکلیں کل دین و دنیا کی ہوں اور عقبیٰ بخیر شیرِ حق یا شاہ علیؑ مشکلکشا کے واسطے
کام سب بگڑے ہوئے ہیں اور رہوں میں بے قرار کر نگاہِ لطف حسن مجتبیٰؑ کے واسطے
کشتۂ غم ہوں ملے ما الحیات ما شیعیت تشنۂ لب مضطر حسینؑ کربلا کے واسطے
دشمنانِ دین کے پر دام بدعت سے بچا حضرت عابدؑ اسیرِ اشکیبا کے واسطے
ہر طرح آرام و آسائش ملے رزقِ فراغ حضرت باقرؑ امام پیشوا کے واسطے
غیب سے امداد کر مجھ بےکس و ناشاد کی حضرت جعفرؑ امام پیشوا کے واسطے
کذب و بدگوئی و بدبینی سے بھی محفوظ رکھ حضرت موسیٰ کاظمؑ امام پارسا کے واسطے
ہو رضا حاصل مجھے مولا تیری درگاہ کی حضرت موسیٰ رضاؑ صاحب رضا کے واسطے
استقامت دے کہ ہو تقوا شعاری پر عمل حضرت شاہِ تقیؑ کے اتقیا کے واسطے
کبر و نخوت دور کر ہو نور سے روشن دماغ حضرت شاہ نقیؑ نور الہدا کے واسطے
شرِ اعدا سے رہوں بچ کر مع اہل و عیال حضرت شاہِ عسکریؑ وقتِ جفا کے واسطے
ہو زیارت پنجتنؑ کی خواب میں مجھ کو نصیب حضرت مہدیؑ دین صاحب ندا کے واسطے
مجھ سا آوارہ و ناکارہ بیچارہ ہے کون تجھ سا رحم کون ہے لطیف عطا کے واسطے
مالکِ ارض و سما ہے اور ہے قادر کریم کھول دے بخشش کا اک در مجھ گدا کے واسطے
خوش رہیں خویش و اقارب زوجہ و فرزند و دوست بخشش ماں باپ ہو یوم الجزا کے واسطے

یا الٰہی ہاتھ اُٹھے ہیں دعا کے واسطے
فضل کر مجھ پر محمدؐ مصطفےٰ کے واسطے

تقلید کیا ہے اور کیوں کرتے ہیں؟ تقلید سے مراد یہ ہے کہ ہر انسان کو ایسے مجتہد کی طرف رجوع کرنا واجب ہے جو مرد، بالغ، عاقل، شیعہ اثناء عشری حلال زادہ عادل۔ متقی۔ پرہیزگار اور حکم خدا کے سمجھنے میں اپنے زمانہ کے تمام مجتہدین سے ماہر تر ہو کیونکہ ہر انسان جن علوم میں محتاج ہوتا ہے یا انہیں خود حاصل کرتا ہے یا ان امور میں جو لوگ ماہر ہوا کرتے ہیں ان کی طرف رجوع کرتا ہے۔ مثلاً جب انسان بیمار پڑتا ہے اگر خود ڈاکٹر یا طبیب نہ ہو تو ماہر کی طرف رجوع کرتا ہے اسی طرح دینی امور میں جو ماہر ہوں اُنکے فتویٰ کے مطابق عمل کرنا تقلید کہلاتا ہے۔

ایران میں اسلامی انقلاب؟ آخر میں مولانا محمد منظور نعمانی صاحب کی لکھی ہوئی کتاب "ایرانی انقلاب امام خمینی اور شیعیت" کے جواب میں صرف اتنا عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ دور حاضر میں ایران میں اسلامی انقلاب کا تاریخ ساز کارنامہ اخوت ایمانی کا جذبہ ہے۔ اس سے آقائے خمینی مدظلہ کی ایمانی طاقت۔ دین حق کی آواز اور صحیح العقیدہ ہونا روز روشن کی طرح واضح ہے۔ کیونکہ کسی دوسرے اسلامی ملک میں ایسی مثال نہیں ملتی۔ اب بہت سی طاقتیں مل کر اسلامی انقلاب کو ناکام بنانے کی کوشش میں ہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ اسلامی انقلاب کے ساتھ ہر ممکن تعاون کریں کیونکہ آقائے خمینی مظلوموں کے حقوق کے داعی اور اسلام کی سربلندی کے لیے کوشاں ہیں۔ میری دعا ہے اللہ تعالےٰ آپ کو ظہور امام مہدی تک زندہ و سلامت رکھے۔ آمین ثم آمین

الحمد للہ کہ کتاب آج ۱۳ رجب ۱۴۰۶ھ جو مولائے کائنات حضرت علی ابن ابیطالب کی پیدائش کا دن ہے کو مکمل ہوئی لہذا میں اس پیش کش کو حضرت محمد مصطفےٰ ؐ کے معصوم بارہ خلفاء (آئمہ) کی ارواح کو بطور ہدیہ نذرانہ پیش کرتا ہوں۔ اور معاونین کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

والسلام

سید تصور مہدی نقوی

۲۸ - ۷ - ۱۹۸۶